الفرقان

خصوصی

"مذاہب عالم پر نظر"

ستمبر ۱۹۷۶ء

مُدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

فون: ۶۹۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مجلس عاملہ انصار اللہ لائلپور کے ہمراہ

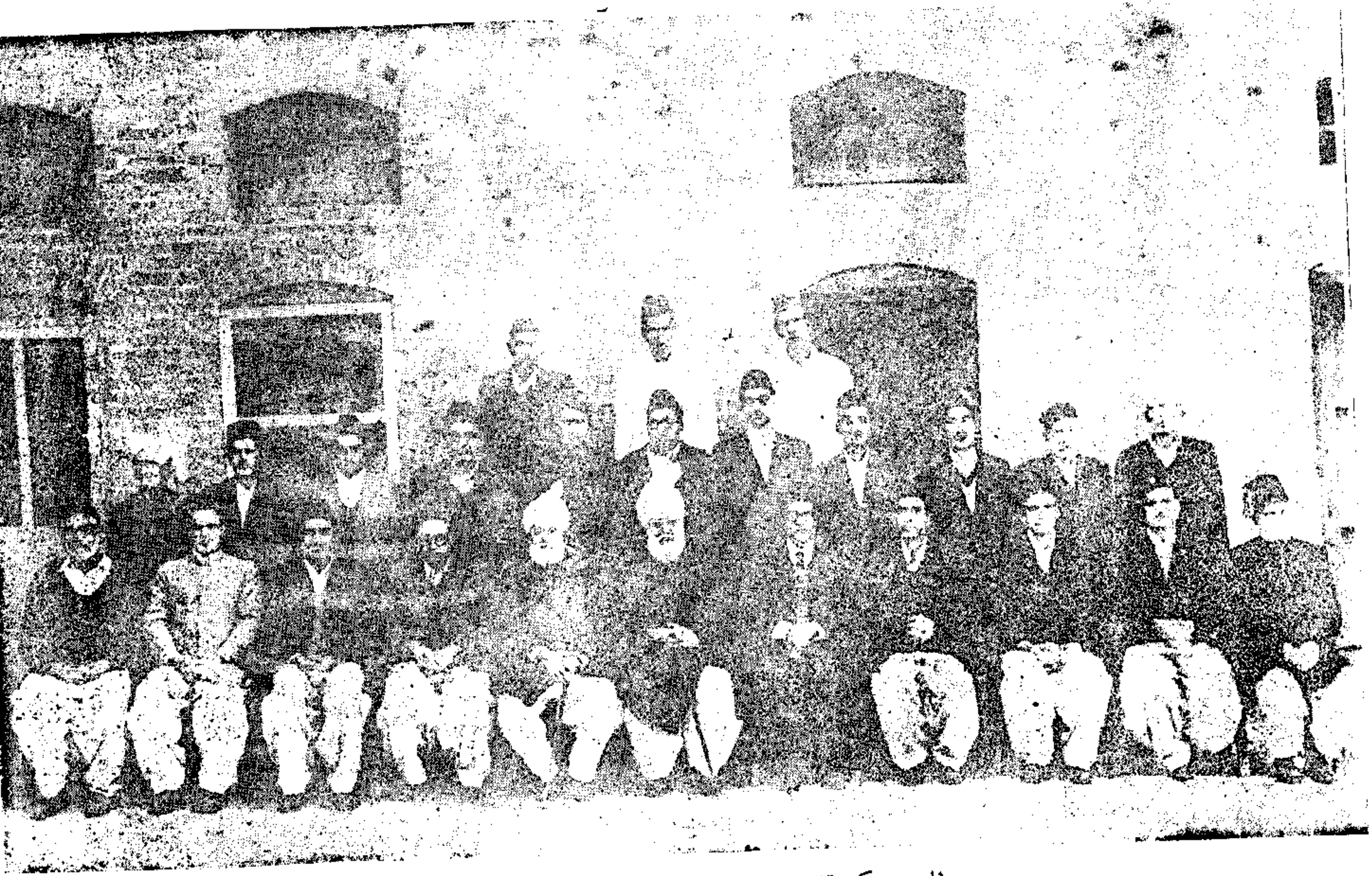

ناموں کی تفصیل بر صفحہ ۲۰ ملاحظہ فرمائیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ الفرقان ربوہ

ٹیلیفون ۶۹۲

جلد ۲۶ — شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۵ ہجری شمسی

ستمبر ۱۹۷۶ء

رمضان المبارک ۱۳۹۶ ہجری قمری

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

اعزازی ارکان

• صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب — ربوہ
• مولانا دوست محمد صاحب شاہد — ربوہ
• خان بشیر احمد خان صاحب رفیق — لندن
• مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے جاپان

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

مندرجات

• شانِ مصطفےٰ، فیضانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — ایڈیٹر — صفحہ ۲
• شادمانیٔ دل (نظم) — جناب چوہدری شبیر احمد صاحب — ۸
• مکتوبِ جاپان - کفنِ مسیح کے متعلق ایک جدید سائنسی تحقیق — جناب مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے۔ مبلغ جاپان — ۱۰
• دینیر پردیسے (نظم) — جناب نسیم سیفی صاحب — ۱۵
• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک دردمندانہ انذار — (اقتباس از حقیقۃ الوحی) — ۱۶
• خطرناک سیلاب - عذابِ خداوندی — (ماخوذ) — [illegible]
• شان القرآن الکریم (نظم عربی) — جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ایم اے — ۲۴
• البیان - سورۃ اعراف ع ۵ کا ترجمہ و مختصر تفسیر — ابو العطاء — ۲۵
• آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے ترجمہ کے تین نمونے — جناب چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے — ۳۴
• مدیر طلوع اسلام کے بیانات پر تبصرہ — جناب ابو قیصر ملک آدم خان صاحب مردان — ۳۴
• "جو تجھ کو خاتم نہ مانتا سو وہ لاجرم احمدی نہیں ہے" (نظم) — جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے
• کینیڈا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی پریس کانفرنس۔ "ربوہ سے جماعت کے مرکز کو بیرونی ملک لیجانے کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔" — (ماخوذ)
• مولانا محمد قاسم نانوتویؒ — (مختصر خاکہ زندگی) ماخوذ

اداریہ

شانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فیضانِ مصطفٰے

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

ہمارے سیّد و مطاع حضرت سید الانبیاء فخر المرسلین محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بلند مقام اور آپ کی عظمتِ شان کا جو ذکر اللہ تعالٰی کی کامل کتاب قرآنِ مجید میں ہوا ہے اس سے بہتر آپؐ کا مرتبہ و مقام کوئی انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اہلِ ایمان کے لئے آیاتِ ذیل خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ ان سے مجموعی طور پر آپؐ کی شانِ عظیم کا پتہ لگتا ہے اور آپؐ کے فیضان کے دائمی طور جاری رہنے کا اعلان ہوتا ہے۔

۱۔ آپؐ صاحبِ خُلقِ عظیم ہیں

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

"وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝" (القلم ع۱)

اے رسولؐ! تیرے لئے نہ ختم ہونے والا اجر و ثواب ہے اور تو یقیناً خُلقِ عظیم پر قائم ہے یعنی تیرے اخلاق سب سے اعلیٰ ہیں۔

۲۔ ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے بابرکت ہے

فرمایا:۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (الضحٰی ع۱)

اے رسولؐ! تیرے لئے پہلی زندگی یا پہلی گھڑی سے بعد میں آنے والی زندگی یا گھڑی بہت بابرکت ہے اور تیرا رب تجھے عنقریب وہ تمام نعمتیں دیگا جن سے تو راضی ہو جائے گا۔

۳۔ قربِ الٰہی پانے میں اعلیٰ ترین مقام پر ہیں

فرمایا:۔

فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ (النجم ع)

یہ رسول کامل ہوا اور افقِ اعلیٰ پر پہنچ گیا۔ پھر وہ قریب ہوا اور نیچے (مخلوق کی ہدایت کے لئے) جھکا۔ تب وہ اپنے رب سے دو کمانوں کے ملنے کے مقام پر تھا بلکہ اس سے بھی قریب تر۔

اس آیت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربِ الٰہی پانے میں انتہائی بلند مقام پر بیان کیا گیا ہے۔ قاب قوسین ایک محاورہ

۴۔ آپ مثیلِ موسیٰؑ ہیں

فرمایا:۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۭ (المزمل ع)

کہ ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰؑ کو) رسول بنا کر بھیجا تھا یعنی تم اس رسولؐ کا مقابلہ کرو گے تو تمہارا انجام بھی فرعون کی طرح ہوگا

۵۔ آپ کو الکوثر دیا گیا ہے

فرمایا:۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر: ع)

اے رسولؐ! ہم نے تجھے الکوثر عطا کیا ہے۔ الکوثر کے معنے کثرتِ اتباع، کثرتِ درجات اور ایسا امتی فرد جو صاحبِ خیراتِ کثیرہ ہو۔

۶۔ آپ کا مقصدِ بعثت اظہارِ اسلام علی الادیان ہے

فرمایا:۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اس رسول کو کامل ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کرے اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔

۷۔ حضور کے فرائض و واجبات

فرمایا۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آل عمران ع)

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا جب اس نے ان ہی میں سے ان کے لئے رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے وہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

۸۔ قرآن مجید کامل اور جامع شریعت ہے

فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ (المائدہ ع)

کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

۹۔ آپ سب انسانوں کے لئے رسول ہیں

فرمایا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف ع)

کہ اے رسولؐ! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

۱۰۔ آپ کی زندگی کھلی کتاب ہے

فرمایا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (یونس ع)

کہ اے لوگو! میں اس دعویٰ رسالت سے پیشتر ایک لمبی زندگی تم میں گزار چکا ہوں تم میرے حالات کو جانتے ہو۔ تم میرے بارے میں عقل سے کیوں کام نہیں لیتے؟

۱۱۔ منکرین کے متعلق آپؐ کے جذبات

فرمایا۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ (الکہف ع)

کہ اے رسولؐ! تیری یہ حالت ہے کہ تو ان منکرین کے پیچھے کہ وہ اس کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے افسوس کرتے ہوئے خود کو ہلاک کر لیگا۔

۱۲۔ مومنوں کے بارے میں آپؐ کی شفقت

فرمایا۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ (توبة ع) اے لوگو! تمہارے پاس تم میں سے عظیم رسول آیا ہے جس بات سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ اس پر بہت شاق ہے وہ تمہاری بھلائی کا بہت حریص ہے وہ مومنوں کے ساتھ بہت رأفت و رحمت کرنے والا ہے

۱۳- آپ کی شریعت ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

فرمایا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (الحجر ع) کہ یقیناً ہم نے ہی اس عزت و شرف کی موجب کتاب قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی ہمیشہ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۱۴- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ ہیں

فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب ع) اے لوگو! تم سب کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کامل نمونہ ہے۔ ہر انسان کے لئے آپ کی زندگی قابل تقلید ہے

۱۵- آپ ایک عظیم رسول اور سید الرسل ہیں

فرمایا: يس ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (یٰس ع) اے رسولوں کے سردار! پُر حکمت قرآن مجید شاہد ہے کہ آپ یقیناً صراط مستقیم پر ہیں اور رسولوں میں سے ہیں۔

۱۶- شریعت محمدیہ کی پیروی سب کے لئے لازمی ہے

فرمایا: ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (الجاثیہ ع) اے رسول! اب ہم نے تجھ کو حقیقی امور کی کامل شریعت پر قائم کیا پس تو اس کی پیروی کرتا رہ اور بے علم لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کر

۱۷- رسول کی اطاعت سے روحانی زندگی ملتی ہے۔

فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال ع) اے ایماندارو! اللہ کی اور اس کے اس رسول کی آواز پر جب وہ بلائے تو فوراً لبیک کہا کرو کیونکہ وہ ایسی باتوں کی طرف بلاتا ہے جو تمہیں زندگی بخشتی ہیں۔

۱۸- رسول کی زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے۔

فرمایا: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ج و

بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (الانعام ع۲۰) اے رسولؐ! تو کہہ دے کہ میری نماز، میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم ہے اور میں اول المسلمین ہوں۔

۱۹۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر برکات و درود

فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب ع) یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبیؐ اکرمؐ پر برکات نازل کرتے اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجو اور اس کی سلامتی کے لئے دعائیں کرتے رہو۔

۲۰۔ آپ کی امت بہترین امت ہے

فرمایا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران ع۱۲) اے مسلمانو! تم سب امتوں سے بہتر امت ہو تمہیں تمام لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۲۱۔ آپؐ کی بیعت کرنے والوں کی شان

فرمایا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح ع) اے رسولؐ! ہم نے تجھے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور انذار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت کرو۔ اس کی توقیر کرو اور صبح و شام اسی کی تسبیح کرو۔ اے نبیؐ! یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

۲۲۔ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

فرمایا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ (الاحزاب ع۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

اس آیت کے پہلے حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کی گئی ہے اور دوسرے حصے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں آپ کی روحانی ابوت کے وسیع دائرہ کا ذکر فرمایا ہے یعنی وہ امت کے افراد پر بھی جاری ہے اور نبیوں پر بھی۔

۲۳۔ آپؐ مومنوں کو فضلِ کبیر کی بشارت دینے والے ہیں۔

فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ○ (الاحزاب ع۶)

اے نبیؐ! ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا ہے کہ تو گواہ ہے بشارت دینے والا ہے انذار کرنے والا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق دعوت دینے والا ہے اور روشنی بخشنے والا آفتاب ہے۔ اے رسولؐ! تو مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے فضل کی بشارت دے۔

اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر قرار دیا گیا اور یہ کہ آپ مومنوں کو فضلِ کبیر کی بشارت دینے والے ہیں۔

۲۴۔ آپؐ کے متبع اللہ کے محبوب ہیں

فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (آلِ عمران ع۴) اے رسولؐ! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۲۵۔ آپؐ کی اطاعت سے چاروں روحانی انعام مل سکتے ہیں

فرمایا: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ○ ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ○ (النسآء ع۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ پہلے انعام فرما چکا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل ہو جائیں گے یہ لوگ بلحاظ رفیق بڑے اچھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا موعود فضل ہے۔ اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کے جملہ ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ میں سورہ احزاب کی آیت وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا والے فضل کا ہی ذکر ہے اور وہ فضل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کے لئے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی نعمت پانے کا دروازہ کھلا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بلحاظ اتصال باللہ سب نبیوں سے بلند قرار دیا ہے اور آپؐ کا مقام بلحاظ بنی نوع انسان کو فیض رسانی کے بھی سب سے اوپر ٹھہرایا ہے۔ آپ کی آمد سے سب نبیوں کے فیوض ختم ہو گئے۔ مگر آپؐ کا چشمۂ فیض ہمیشہ جاری ہے اور آپؐ کی اتباع سے تمام روحانی نعمتیں مل سکتی ہیں۔ اسی لئے آپؐ کی امت کو خیر الامم قرار دیا گیا ہے۔ حضرت بانی

شادمانیٔ دل

محترم جناب چوہدری شبّیر احمد صاحب واقفِ زندگی

حکم اُن کا ہے مسکراتے رہو　　مسکراؤں نہ کیوں میں شام و سحر
عکسِ روئے حبیبؐ کا دل پر　　ہو گیا باعثِ طلوعِ سحر
میری خاطر ہے صبح و شامِ رواں　　کاروانِ نجوم و شمس و قمر
فکرِ فردا سے ہو گیا آزاد　　بس ہوئی جستجوئے سیم و زر
یہ بہارِ چمن رہے نہ رہے　　ہاں رہے مجھ پہ جانِ جاں کی نظر
بد نصیبی ہے اُن مریضوں کی　　جن کو عیسیٰؑ کی کچھ نہیں ہے خبر
اپنی منزل پہ جا پہنچتا ہوں　　مجھ کو ایسے ملے ہیں بال و پر

آج شبّیرؔ پھر غزل خواں ہے
لطفِ ساقی سے شادماں ہو کر

○

مکتوبِ جاپان ۵

کفنِ مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک جدید سائنسی تحقیق

کفن کے مستند اور اصلی ہونے کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا گیا

محترم جناب مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مبلغ جاپان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصدِ بعثت میں سے ایک نہایت عظیم الشان مقصد کسرِ صلیب ہے جس کی نشان دہی ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادِ گرامی میں فرمائی ہے۔ کسرِ صلیب کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ عیسائی مذہب کا ردّ ایسے مضبوط اور مسکت دلائل سے کیا جائے کہ یہ مذہب دلیل و برہان کے میدان میں مقابلہ سے عاجز آجائے اور رفتہ رفتہ صفحۂ ہستی سے نابود ہوجائے۔ عیسائی مذہب کی بنیاد چونکہ اس امر پر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا بھر کے گناہگاروں کے کفارہ کے طور پر صلیب پر فوت ہوئے ہیں اس لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عظیم الشان مقصدِ بعثت کی تکمیل کی خاطر اس بنیادی عقیدہ کے ردّ میں دلائل و براہین اس قدر کثرت سے مہیا فرمائے کہ نہ صرف آپؑ کے زمانہ میں عیسائی حضرات ان کے حقیقی جواب سے عاجز آگئے بلکہ آج بھی یہی مسکت دلائل دنیا کے کونہ کونہ میں عیسائی منادوں کو ساکت اور لاجواب کئے ہوئے ہیں۔ اور بے شمار سعید فطرت عیسائی ایسے ہیں کہ جب ان دلائل کی برکت سے ان پر عیسائیت کی اصلیت واضح ہوگئی تو وہ اس مذہب کو خیرباد کہہ کر سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوکر اسلام کے دامن سے وابستہ ہوگئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احیاءِ دین اور تجدیدِ اسلام کی جس عالمگیر مہم کا آغاز ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہی تقدیر ہے کہ اس مبارک و مسعود سلسلہ کے

ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کو ایک پائیدار غلبہ حاصل ہو اور انشاء اللہ خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر اپنے وقت پر پوری ہو کر رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بار دنیا کے سامنے یہ نظریہ پیش فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا تو گیا تھا لیکن وہ حقیقت میں صلیب پر ہرگز ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ اس عظیم الشان انکشاف نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا کیونکہ مسیح کی صلیبی موت ہی تو عیسائیت کی بنیاد ہے اور اس کے ثابت نہ ہونے سے عیسائیت کا سارا مذہب ہی بے بنیاد ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس عظیم انکشاف کے اثبات کے لئے خداداد دلائل و براہین کو اپنی تالیفات میں بار بار بیان فرمایا۔ قرآن مجید، بائیبل، کتب تاریخ سے بے شمار دلائل کے علاوہ عقلی اور نقلی دلائل بھی بڑی کثرت سے بیان فرمائے اس طرح آپ نے ساری دنیا پر اور خاص طور پر عیسائیوں پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کر دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

انہی دلائل کے ضمن میں ایک موقع پر آپؑ نے تحریر فرمایا کہ میں نے صلیبی موت کے اس عقیدہ کا باطل ہونا بدلائل ثابت کر دیا ہے لیکن اس عقیدہ کے ردّ میں اور بھی دلائل ہیں جن میں سے کچھ میری زندگی میں ظاہر ہوں گے اور کچھ میرے بعد۔ چنانچہ ایسے دلائل میں سے ایک عظیم الشان دلیل جو دور حاضر کے انسانوں کی دلچسپی کا باعث بن رہی ہے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا مقدس کفن ہے جس میں آپ کو حادثہ صلیب کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اس کفن کی دریافت نے سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں یہ نہایت عجیب انکشاف کیا ہے کہ اس کفن پر جو بظاہر ایک کپڑا ہے لیکن اس پر بعض مصالحہ جات اور کیمیائی عملوں کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے سارے جسم کی ایک تصویر بہت واضح طور پر نظر آتی ہے۔ جسم کی حرارت سے کیمیائی عمل کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام زندہ تھے۔

اس کفن کے بارہ میں حال ہی میں ایک جدید سائنسی تحقیق ہوئی ہے جس نے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ یہ مقدس کفن واقعی اصلی اور مستند ہے اور بعد کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ اس تحقیق نے نہ صرف کفن مسیحؑ کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے بلکہ صلیبی موت کے ردّ میں اس سے مستنبط ہونے والی دلیل کو بھی بہت وزنی اور وقیع بنا دیا ہے۔

اس نئی تحقیق کی تفاصیل کے لئے قارئین الفرقان کی خدمت میں جاپان کے ایک موقر انگریزی اخبار میں شائع ہونے والی تفصیل کا مکمل ترجمہ پیش خدمت ہے:-

کفن مسیحؑ کے متعلق نئی تحقیق

"تھال ول (سوئٹزرلینڈ) (بحوالہ کیوڈو اور رائٹر نیوز ایجنسی)۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک سائنس دان کا

کہتا ہے کہ وہ اس کفن کے متعلق جس
کی اس وجہ سے بہت تعظیم کی جاتی
ہے کہ یہ وہ کپڑا ہے جس میں حادثہ
صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کے جسم
کو لپیٹا گیا۔ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس
میں ان پودوں کے (POLLEN)
زرد رنگ کے تخمی اجزاء (اب بھی)
موجود ہیں جو اس زمانہ میں فلسطین کے
علاقہ میں پائے جاتے تھے۔ اٹلی کے
اخبارات کی ان اطلاعات پر تبصرہ کرتے
ہوئے کہ اس نے ٹورین (اٹلی) میں موجود
مقدس کفن کے مستند ہونے کو ثابت
کر دیا ہے۔ زیورچ یونیورسٹی کے پروفیسر
میکس فریل (MAX FREL) نے
کہا کہ وہ صرف یہ ثابت کر سکتا ہے کہ
یہ کفن (حادثہ صلیب کے) بہت
بعد کے زمانہ کا بنا یا ہوا ہرگز نہیں
ہے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے
انھوں نے بتایا کہ یہ کفن ہرگز مصنوعی
نہیں ہو سکتا یعنی یہ نہیں کہ بعد کے
زمانہ یا قرون وسطیٰ میں بنایا گیا ہو
کیونکہ کسی شخص کو ایسا کرتے وقت
اس بات کا خیال تک نہیں آسکتا تھا
کہ وہ اس پر پودوں کے ایسے تخمی اجزاء
کو بھی ڈالے جو فلسطین کے علاقہ کے
ہوں اور اس زمانہ کے ہوں۔ جبکہ
صلیب کا یہ حادثہ پیش آیا۔ تاہم میں
یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ یہ کفن معین
طور پر اتنا ہی پرانا ہے جس قدر یہ تخمی
اجزاء۔ ممکن ہے کہ کفن پہلے کا بنا ہوا
ہو۔ آپ نے مزید کہا کہ یہ بات میری
تحقیقات میں شامل نہیں تھی کہ میں یہ
ثابت کروں کہ واقعی حضرت مسیحؑ کے
جسم کو اس کفن میں لپیٹا گیا تھا۔ اپنی
تحقیقات کے نتیجہ میں میں یہ کہہ سکتا
ہوں کہ اس کفن پر موجود پودوں کے
تخمی اجزاء ان پودوں کے ہیں جو اس
زمانہ میں جغرافیائی لحاظ سے مشرق اوسط
میں پائے جاتے تھے۔ پروفیسر موصوف
نے پودوں کے ان تخمی اجزاء کی عمر کا
اندازہ جھیل گلیل کی تہہ میں بیٹھ جانے
والے ذرات کے نمونہ جات سے موازنہ
کے بعد لگایا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میں
یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس کفن پہ
موجود پودوں کے تخمی اجزاء صحرائی
پودوں کے ہیں اور اسی قسم کے پودوں
کے تخمی اجزاء جھیل گلیل کی تہہ میں
ان ذرات سے ملنے والی تہہ دار چٹانوں
میں آج بھی ایسے مقام پر موجود ہیں
جو دو ہزار سال پرانا ہے۔ ٦٣ سالہ

پروفیسر موصوف نے پودوں کے تخمی اجزاء کی تحقیق کے جدید طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دو سال تک تحقیقات کرنے کے بعد ان امور کا انکشاف کیا ہے۔

یہ کفن، جو خون کے دھبوں والا ایک زردی پذیر کھلا کپڑا ہے عام طور پر ٹورین کے عیسائی معبد (TURIN CATHEDRAL) میں ایک نقرئی صندوق میں بند کر کے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اس پر خون کے دھبے ہیں اور کچھ نشانات ہیں جن کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کے جسم کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ لاکھوں انسان اس کفن کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

پروفیسر فریل نے اس کفن کے کپڑے کے کچھ نمونے اس وقت حاصل کئے تھے جبکہ دو سال قبل ٹیلیویژن کے ایک پروگرام کے لئے اس کفن کی نمائش کی گئی تھی۔ ان نمونہ جات سے یہ پتہ لگتا ہے کہ قریباً دو ہزار سال قبل یہ کفن فلسطین میں تھا اور بعد ازاں قسطنطنیہ، فرانس اور اٹلی لے جایا گیا [illegible] ٹورین پہ

دکھایا گیا تو اس موقع پر پوپ پال نے سب لوگوں سے خواہ وہ (عیسائیت کو) مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں یہ کہا تھا کہ انھیں جاننا چاہیئے کہ اس (یعنی حضرت مسیحؑ) کے چہرہ میں ایک حیران کن غیر معمولی کشش ہے

سوئیٹزرلینڈ کا یہ سائنس دان عیسائی حکام سے تخمی اجزاء کے چند نمونے جمع کرنے کی اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ ان معدودے چند مواقع میں سے ایک سنہری موقع تھا جبکہ سائنس دانوں کو کفن کے اس کپڑے پر تجربات کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ اس کپڑے کے بارہ میں یہ شہرت کہ یہ واقعی وہی کفن ہے جس میں حضرت مسیحؑ کو تختۂ دار سے اتار لئے جانے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اس کپڑے پر خون کے ان غیر معمولی بیشمار نشانات کی وجہ سے ہے جو ایک انسان کے جسم کا پورا نقشہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نشانات جن کے بارہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حفاظت (یا علاج) کی غرض سے استعمال کئے جانے والے تیل، مصالحہ جات اور انسانی خون کے اس کپڑے میں جذب ہو جانے کی

وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جسم کی قد آدم تصویر پیش کرتے ہیں جس میں دونوں ہاتھ سامنے باندھے ہوئے ہیں دونوں ہاتھوں پر کچھ نشانات نظر آتے ہیں جو لیقینا اس قسم کے زخموں کی وجہ سے ہیں جو کہ صلیب پر لٹکائے جانے کے وقت ہاتھوں میں کیل گاڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اس کفن کا جسے رومن کیتھولک چرچ نے ایک لمبے عرصہ سے مقدس اور تعظیم کے لائق قرار دیا ہوا ہے۔ سب سے زیادہ محیر العقول حصہ چہرہ کی شبیہ والا حصہ ہے۔ ۱۸۹۸ء میں تورین (اٹلی) کے ایک فوٹوگرافر نے پہلی بار یہ بات معلوم کی کہ اس کپڑے پر موجود نشانات میں وہی خصوصیات موجود ہیں جو تصویر کشی میں استعمال ہونے والے NEGATIVE یعنی منفی عکس میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کفن کی تصویر بناتے وقت اس نے جو NEGA-TIVE تیار کیا اس میں اسے ایک انسان کے چہرہ اور جسم کی اصلی اور صاف تصویر دکھائی دی۔ اس کفن میں نظر آنے والے چہرہ اور حضرت مسیح کی روایتی تصاویر میں حیران کن مشابہتیں

پائی جاتی ہیں۔ اس کفن میں ایک بالشت لمبے ستواں ناک، بند آنکھوں اور لمبے گھنگھریالے بالوں والے شخص کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

کیا یہ واقعی حضرت مسیح ہی کے چہرہ کا عکس ہے؟ یہ بات کبھی ثابت نہیں کی جا سکتی لیکن پروفیسر فریل کے ان جدید انکشافات پر (مرکز عیسائیت) روم میں پہلا ردّ عمل یہ ہے کہ ان انکشافات نے اس بات کا امکان بڑھا دیا ہے کہ یہ کفن حقیقی اور مستند ہو۔ یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کپڑے پر بعض نسبتاً غیر واضح نشانات اس امر کا ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ اس شخص کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا تھا۔ جس کا رومیوں کے زمانہ میں صلیب دیئے جانے کے وقت عام طور پر رواج نہیں تھا۔ مزید برآں جسم کے پہلو میں ایک زخم کا نشان بھی ثابت ہوتا ہے جہاں پر حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے متعلق بائبل کے بیانات کے مطابق، ایک رومی سپاہی نے نیزہ چبھویا تھا۔

رومن کیتھولک چرچ کو اس کفن کے مستند ہونے کے بارہ میں

کوئی واضح بیان اور موقف جاری کرنے میں ہمیشہ تذبذب رہا ہے چرچ کے متعدد سربراہوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ یہ کفن مقدس اور صد درجہ تعظیم کے لائق ہے۔ نیز اس کفن کی حفاظت (STATE OF PRESERVATION) کے بارہ میں باقاعدہ سرکاری تحقیقات کرنے کے لئے ایک سائنسی کمیشن بھی مقرر کیا جا چکا ہے۔ اس کمیشن کے نائب صدر JOSE COTTINO نے پروفیسر فریل کی تحقیقات پر بہت محتاط ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ نجی طور پر کی جانے والی تحقیق ہے اور (کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے قبل) ہمیں انتظار کرنا چاہیئے کہ اس ساری تحقیق کو پڑھنے کے بعد دیگر تحقیقات سے اس کا موازنہ کر سکیں۔

دریں اثناء یہ مقدس کفن لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے۔ ۱۹۳۳ء میں اس کی باقاعدہ نمائش کی گئی تھی جبکہ اسے دیکھنے کے لئے دس لاکھ سے زیادہ افراد ٹورین (اٹلی) میں جمع ہوئے تھے۔ اس وقت سے لے کر اب تک (سوائے ۱۹۷۳ء کے جبکہ یہ تھوڑے سے وقت کے لئے ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا تھا) پھر اس کی نمائش نہیں کی گئی۔"

(جاپان ٹائمز - ٹوکیو
۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء)

کسر صلیب کے معنے

"اس حدیث کے یہ معنے صحیح نہیں ہیں کہ مسیح موعود کافروں کو قتل کرے گا اور صلیبوں کو توڑے گا بلکہ صلیب توڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس زمانہ میں آسمان اور زمین کا خدا ایک ایسی پوشیدہ حقیقت ظاہر کر دے گا کہ جس سے تمام صلیبی عمارت یکدفعہ ٹوٹ جائے گی۔"

(کتاب مسیح ہندوستان میں۔ صفحہ ۵۵)

دبیز پردے

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

مری نگاہوں کے سامنے کچھ دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں
مری طرف ان دبیز پردوں پہ جیسے موتی جڑے ہوئے ہیں
حسین گلکاریوں کے منظر
بہارِ اندر بہارِ گلشن
روش روش ہیں قدم قدم پہ
نگارِ نکہت کا شوخ دامن
کہیں پہ جلوہ
کہیں پہ چلمن
کچھ آبشاریں کہ جن میں تسکینِ دل نے
لہروں کا روپ دھارا
صبا کے جھونکے
کہ جیسے تم نے مجھے پکارا
جھیل پر تتلیوں کے منظر
کہ جیسے معصوم سے فرشتوں نے
کھول رکھے ہوں اپنے شہپر
کنارِ آبِ رواں سکونِ نگاہ و قلبِ جواں فراواں
خیال کی وسعتوں میں جولاں
ہر ایک شے رشکِ صد بہاراں
مگر ——

مری نگاہیں
دبیز پردوں کی دوسری سمت کیسے دیکھیں
کسے خبر ہے کہ دوسری سمت
کیسے منظر ہیں
ہیں کیسے خورشید و ماہ و انجم
لجا رہی ہیں فلک پہ بے پردہ کہکشائیں
کہ ان کے ملبوس ہیں حریری
کرن کرن سے جو جگمگا ہیں
کہیں ہر اک چیز پر دھندلکے
نہ رہ گئے ہوں وہاں مچل کے
یہ کون جانے
دبیز پردوں کی دوسری سمت
وہ فضا ہو
کہ خوف سے جان بھی ہوا ہو
مرے خدایا
تری عنایات کا ہے سایہ
دبیز پردوں نے مجھ کو کل کی
ہر ایک کلفت کے ہر تصور سے ہے بچایا
—— مرے خدایا!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

ایک دردمندانہ انذار

بنی نوعِ انسان کو توبہ کرنے کی ترغیب

سنہ ۱۹۰۷ء میں آپؑ نے تحریر فرمایا:—

"اَے یورپ! تو بھی امن میں نہیں۔ اور اَے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اَے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد و یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کِئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دِکھلائے گا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہُوں کہ اِس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تُم بچشمِ خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی مطبوعہ مئی سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۵۷)

○

"خطرناک سیلاب" 8 "عذابِ خداوندی"

۱۹۷۶ء کی تازہ ترین طوفانی بارشوں اور خطرناک سیلابوں کے متعلق چند اخبارات کے اقتباس ملاحظہ فرمائیں ——— (مدیر)

(۱)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور کی اشاعت ۲۰ اگست ۱۹۷۶ء میں اس کے مدیر دردمندانہ انداز میں "یہ طوفانی بارشیں اور خطرناک سیلاب" کے زیرِ عنوان اداریہ لکھتے ہیں جسے ہم حرف بحرف نقل کرتے ہیں :—

"اس وقت ملک کا بیشتر حصہ طوفانی بارش اور سیلاب کی زد میں ہے۔ پنجاب سب سے زیادہ اس سے متاثر ہوا ہے، سندھ دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے صوبے بھی خاصے متاثر ہوئے ہیں۔ جہاں سیلاب کا پانی مار نہیں کر سکتا تھا وہاں مسلسل اور خطرناک بارشوں نے تباہی مچادی۔ بالخصوص کچی آبادیوں اور نشیبی علاقوں میں جو حال ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ الغرض سیلاب سے جہاں ہزاروں دیہات زیرِ آب آئے، سینکڑوں کا نام و نشان تک مٹ گیا، کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں، مویشی ہلاک ہو گئے، بیسیوں آدمی سیلاب کی تند و تیز موجوں کی زد میں آکر راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے۔ وہاں دوسری طرف شہروں میں بھی تباہی و بربادی کا عجیب سماں نظر آیا۔ کچے اور بوسیدہ مکانات کا منہدم ہونا تو کچھ تعجب کی بات نہیں، موجودہ بارشوں سے بڑی بڑی مضبوط عمارتیں تک ٹپک پڑیں۔ جو لوگ پکے مکانوں میں رہائش پذیر تھے اور اپنے طور پر اپنے کو بڑا محفوظ سمجھتے تھے۔ ان کی چھتیں اس طرح چھلنی ہو گئیں کہ ان کے لئے بھی سر چھپانا مشکل ہو گیا۔ ابھی تک موسم کے تیور خطرناک ہیں، کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سیلابِ بلا کب تھمے گا؟ اور جان و مال کا کتنا نقصان ابھی اور ہونا ہے؟

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق گزشتہ سیلابوں کی نسبت اس مرتبہ دیہات زیادہ متاثر ہوئے ہیں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حالیہ سیلابوں سے اب تک دس ہزار کے قریب دیہات متاثر ہوئے ہیں جبکہ ۱۹۷۳ء میں ۶۶۳۲ اور ۱۹۷۵ء میں چار ہزار سے بہت کم دیہات متاثر ہوئے تھے۔ حالیہ سیلاب

سے متاثرین کی تعداد پچاس لاکھ سے بھی زیادہ ہے جبکہ ۱۹۷۵ء میں اٹھارہ لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں۔

ان سیلابوں اور طوفانی بارشوں کے متعلق ہر فہمیدہ شخص یہی کہتا ہے کہ یہ عذاب خداوندی ہے لیکن یہ امر سخت افسوسناک ہے کہ اس احساس کے باوجود کہ ہم اللہ تعالیٰ کے عتاب و غضب کا شکار ہو رہے ہیں اور اس کا تازیانہ عذاب ہم پر مسلسل برس رہا ہے ہم خوابِ غفلت میں مدہوش ہیں۔ ہمارا اخلاق و کردار روبہ زوال ہی ہے۔ معصیت کوشی کا رجحان روز افزوں ہے۔ اور خدا فراموشی، آخرت بیزاری اور اسلامی ہدایات سے بے پروائی گویا ہمارا قومی شعار ہو گیا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے تو دنیوی چھوٹے چھوٹے عذابوں کی غرض و غایت یہ بتلائی تھی کہ انہیں دیکھ کر لوگ عبرت پکڑیں، اللہ کی طرف رجوع کریں اور اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کر لیں۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ۔ (الٓمٓ السجدہ)

یعنی "ہم (قیامت کے) بڑے عذاب سے پہلے ان کو چھوٹے چھوٹے عذابوں میں اس لئے مبتلا کرتے ہیں کہ شاید وہ اس طرح ہماری طرف رجوع کریں۔" لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہو رہا ہے ہم جتنے زیادہ آفاتِ ارضی و سماوی سے دوچار ہو رہے ہیں اسی رفتار سے اخلاق و ایمان سے تہی دامن ہوتے جا رہے ہیں، کردار میں جھوٹ، دغا، فریب، ملاوٹ، رشوت، اور بددیانتی میں اضافہ ہو رہا ہے یہی حال عقائد کا ہے کہ ہم صحیح اسلامی توحید سے عاری ہو کر بڑی تیزی سے مشرکانہ اوضاع و اطوار اور مشرکانہ عقائد کو اپنا رہے ہیں۔ شرک و بدعت کے ہم اتنے رسیا ہو گئے ہیں کہ وہ مسلمان جو کبھی توحید کا پرستار اور سنّت کا عاشق ہوا کرتا تھا، اسے اب معلوم ہی نہیں ہے کہ توحید کیا ہے؟ اور سنّت کیا ہے؟ اب شرک بھی ان کے نزدیک توحید ہے اور بدعت اس کے نزدیک سنّت۔ شرک و توحید اور بدعت و سنّت میں تمیز اٹھ جانے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ قبروں پر شرک و بدعات کی خوب گرم بازاری ہے ہر اپنے غیرے تک کی قبر بتوں کی طرح پوجی جا رہی ہے، اس پر چڑھاوے چڑھائے جا رہے ہیں اور وہاں نذر و نیاز اور منتیں مانی جا رہی ہیں۔ ان کے گرد طواف کیا جاتا ہے، ان کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ قبروں میں مدفون بزرگوں اور لوگوں کو نعوذ باللہ عالم الغیب، حاضر و ناظر اور متصرف فی الامور سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام چیزیں اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں۔ انبیاء علیہم السلام تک خدائی اختیارات میں شریک نہیں لیکن ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ ہماری "مسلمان" قوم نے ایسے لوگوں کو بھی خدائی صفات سے متصف قرار دے دیا ہے جو نماز،

روزہ اور دیگر احکامِ اسلام کی پابندی تو کجا، شرعی طہارت تک سے واقف نہیں اور ہر کچی قبر کو خدائی اختیارات کا حامل سمجھ لیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ حالات دیکھ کر ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہماری قوم بھی تباہی و بربادی کے اس سٹیج پر تو نہیں پہنچ گئی جہاں اس سے عبرت پذیری کی صلاحیت سلب کر لی جاتی ہے۔ اور پھر عبرت کا بڑے سے بڑا تازیانہ بھی اس کے لئے نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہ اس سے اور زیادہ سنگدل اور گناہوں پر دلیر ہو جاتی ہے۔ قرآن نے ایسی قوم کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام ۴۳)

یعنی ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو وہ ہمارے روبرو گڑگڑائے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے (بد) عملوں کو ان کی نظروں میں کھبا دیا۔"

اگر یہ صورتِ حال ہے تو دلوں کی یہ سنگینی اس عذابِ ظاہری سے زیادہ خطرناک ہے جو ہر ایک کو نظر آتا ہے اور جس سے بچاؤ کی مختلف تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں لیکن جب تک دلوں کی قساوت اور سنگینی کو ایمان کی حرارت سے نہ تپایا جائے گا اس وقت تک عذابِ ظاہری سے بچاؤ کی تدبیریں زیادہ مؤثر اور پائیدار نہ ہوں گی۔"

(الاعتصام لاہور ۲۰ اگست ۱۹۷۶ء)

(۲)

ہفت روزہ المنبر لائلپور کے مدیر سیلاب کو "عذابِ خداوندی" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"۱۹۷۳ء کے تباہ کن سیلاب کے دو سال بعد اب پھر مغربی پاکستان کے باسی شدید ترین سیلاب کی زد میں ہیں ——— وہ سیلاب جو ۱۹۷۳ء سے بھی زیادہ تباہی و بربادی کا باعث بنا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے جب ہم دنیا کے کسی بھی خطہ میں کسی بھی قسم کی ہونے والی تبدیلیوں پر غور کرتے ہیں تو ہمارا بنیادی نکتہ فکر یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی کائنات میں ہوتا ہے، وہ خدا تعالیٰ کے ارادے، منشا اور اجازت سے ہی ہوتا ہے۔ وہ خدائے علیم و خبیر کی حیثیت سے ہر چیز پر قادر ہے۔ خود قرآن مجید کہتا ہے۔

"کوئی بھی پتہ (زمین پر) نہیں گرتا مگر (اس کا گرنا) ان کے علم میں ہوتا ہے۔"

جس طرح ایک سچے مسلمان کا خدا تعالیٰ پر مکمل ایمان ہوتا ہے بعینہٖ وہ اس بات کو بھی اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہے کہ انسان اس دنیا میں جن مصائب کا شکار ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش کے

علاوہ، خود انسان کے کردہ گناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تو تمہارے ہی اعمال کی بدولت، اور اللہ تعالیٰ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما جاتے ہیں۔"

سیلاب —— عذابِ خداوندی کی صورت میں ہم پر مسلط ہے۔ ہمارے ان گناہوں کے نتیجہ میں جو ملتِ اسلامیہ پاکستان نے قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک **اجتماعی حیثیت** میں کئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ عذاب غضبِ الٰہی کا ہلکا سایہ تو ہیں۔ **ورنہ ہمارے اجتماعی گناہوں کی سزا عاد و ثمود کی سزاؤں سے کم تر نہیں ہو سکتی**۔ پرانی اقوام کے آخر وہ کون سے جرائم ہیں جو ہماری قوم سے سرزد نہیں ہو رہے؟ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو —— جو اپنے اس کئے گئے عہد کو نہ صرف فراموش کر بیٹھی۔ جو اس نے قیامِ پاکستان سے قبل کیا تھا۔ بلکہ اس کے متضاد راہ پر گامزن ہو گئی۔ بار بار جھٹکے دیئے کہ شاید یہ قوم سنبھل جائے لیکن افسوس کہ ہم نے عبرت پذیری کی راہ اختیار نہ کی اور بدستور تباہی کی راہ پر گامزن رہے۔ اس وقت جب کہ پوری قوم شدید ترین سیلاب سے دوچار ہے ہمیں سے کبھی "آوازہ حق" سنائی نہیں دیتا۔ کوئی بھی عذاب کو عذاب نہیں سمجھتا۔ اربابِ اقتدار کا تو کیا کہنا، وہ تو اسے کبھی "دریاؤں کی شرارت" سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی اس کے مقابلے کا اعلان کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو کون سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے والے نیست و نابود ہو جایا کرتے ہیں۔ **ہماری اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہو گی کہ ہم عذاب کو عذاب نہیں سمجھ رہے**۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو واضح طور پر فرماتے ہیں۔

"بحر و بر میں، لوگوں کے اپنے ہی اعمال کے باعث فساد برپا ہو چکا ہے۔"

اس وقت تو ہمارا حال اس قوم کا سا ہے کہ جس نے بادلوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئی کہ اب ابرِ رحمت برسنے ہی والا ہے، لیکن وہاں تو عذاب پوشیدہ تھا۔ اور پھر پتھروں کی ایسی بارش ان بادلوں سے برسی کہ ہر جانب تباہی و بربادی ہی تھی۔

اے کاش! قوم اور اس کی نیا کے ناخدا صحیح راستے پر گامزن ہو جائیں اور عذابِ خداوندی سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کریں۔ اپنے گناہوں کے لئے بارگاہِ ایزدی میں استغفار کریں۔ فکری و عملی کج روی کو ترک کر کے صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچنے کی سعی کریں۔ آمین۔"

(المنبر لائل پور ۲۶ اگست ۱۹۷۶ء)

(۳)

۱۹۷۶ء کے سیلاب کے بارے میں ہفت روزہ چٹان لاہور نے لکھا ہے:۔

(الف) "پنجاب کے بیشتر شہر حقیقتاً سیلاب زدہ ہی ہیں۔ لاہور میں سینکڑوں آبادیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ ہزاروں لوگ سکولوں کی عمارتوں میں پناہ گزین ہیں۔ کئی لوگ کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں بیشتر سڑکیں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ اچھی اور نئی آبادیاں بھی نالیوں اور جھیلوں کے منظر پیش کر رہی ہیں۔ جانی نقصان بھی کم نہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اب کے بارش نے سابقہ ریکارڈ مات کر دیئے اور کوئی شخص بھی اس غیر معمولی صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔"

(چٹان لاہور۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۶ء صلا)

(ب) ضلع جھنگ کے ایک وفد نے دفتر چٹان لاہور میں جا کر کہا کہ:۔

"ایک شخص کا تعلق چنیوٹ شہر سے تھا اس نے بتایا کہ کس طرح یہ تاریخی شہر سیلاب کی بھینٹ چڑھا اور ایک لاکھ سے زائد افراد اور دس ہزار ایکڑ سے زائد رقبہ (صرف نواح چنیوٹ کا) تباہ و برباد ہوا......... گڑھ مہاراجہ کے ایک شخص نے کہا کہ حضرت سلطان باہو کے پورے علاقے میں اتنی زبردست تباہی آئی ہے کہ پہلے کبھی نہ آئی تھی یہ ہماری اپنی ہی شامت اعمال ہے"

(چٹان لاہور ۳۰ اگست ۱۹۷۶ء ص۹)

(ج) "چنیوٹ شہر تباہ ہو گیا مگر کسی وفاقی تو کجا صوبائی وزیر کو بھی اس شہر میں آکر لوگوں کے آنسو پونچھنے کی توفیق نہ ہوئی۔"

(چٹان ۳۰ اگست ۱۹۷۶ء ص۹)

(۴)

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے "بارشیں اور سیلاب" کے زیر عنوان ۲۲ اگست ۱۹۷۶ء کو لکھا ہے کہ:۔

"سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صوبہ پنجاب کے تمام تر اکیس اضلاع شدید بارشوں اور سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ صوبہ میں آٹھ ہزار دو سو بہتر دیہات اس کی لپیٹ میں آئے اور تقریباً ایک لاکھ افراد سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہوئے ہیں۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ صوبے میں ستر

لاکھ پندرہ ہزار ایکڑ رقبہ زیر آب آیا ہے جس سے سترہ لاکھ ۳۲ ہزار ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلیں یا تو تباہ ہو گئیں ہیں یا انہیں شدید نقصان پہنچا ہے۔ پانچ لاکھ بہتر ہزار نوسو پینتیس کچے اور پکے مکانات بری طرح متاثر ہوئے اور چوراسی ہزار نوسو چار مکانات زمین بوس ہو گئے اور بہت سی بستیاں نیست و نابود ہو گئی ہیں۔ اس ہولناک سیلاب اور شدید بارشوں کی وجہ سے ساڑھے چار ہزار مویشی اور ڈھائی ہزار پرندے ہلاک اور اسکارپ ایریا کے سینکڑوں ٹیوب ویل ناکارہ ہو گئے ہیں تاہم سرکاری ترجمان نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کی مشینوں کو بچا لیا گیا ہے۔ بارش اور سیلاب میں مکانات گرنے اور دیگر حادثات کی وجہ سے دوسو دو افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

حالیہ شدید بارشوں اور سیلاب سے ضلع سیالکوٹ، سرگودھا، لاہور، مظفرگڑھ، ملتان، جہلم، کیمبلپور، میانوالی، جھنگ، ڈیرہ غازی خان، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ ان علاقوں میں بارش کی ہولناک تباہی کے بعد سیلاب کی تباہی نے مصیبتوں کے انبار لگا دیئے ہیں۔ ہزاروں بستیاں ڈوب گئیں اور لاکھوں انسان کھلے آسمان کے نیچے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔"

(نوائے وقت ۲۲ اگست ۱۹۷۶ء)

(۵)

مدیر چٹان شورش کاشمیری نے ۱۹۷۳ء کے سیلاب کے بارہ میں لکھا تھا کہ:۔

"سیلاب نے آدھے سے زیادہ پنجاب کو تاراج کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیلاب کے ہاتھوں اتنی بڑی تباہی پچھلی نصف صدی میں دیکھی نہ سنی۔ اخبارات میں جو کچھ آیا ہے وہ ادھورا ہے اور جو کچھ ریڈیو یا ٹیلیویژن کہہ رہے ہیں وہ اصل تباہی کا عشر عشیر بھی نہیں۔ ہزاروں دیہات ڈوب گئے۔ کئی ہزار انسان لقمۂ اجل ہو گئے۔ کروڑوں روپے کی املاک تباہ ہو گئیں بھینس، گائے، گھوڑے، بکری، تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ کس تعداد میں نذرِ سیلاب ہوئی ہیں۔ ہزارہا مکان، کلیے، جھونپڑیاں، اور ٹھکانے پانی کی بھینٹ ہو گئے۔ غرض اس املاک کی تباہی کا تعین ناممکن ہے جو اس قیامتِ صغریٰ کا بدیہی نتیجہ ہے۔"

(بحوالہ چٹان لاہور ۲۳ اگست ۱۹۷۶ء صفحہ ۵)

(۶)

سنہ ۱۹۷۶ء کے آٹھ ماہ کے زلازل

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"۱۹۷۶ء کے پہلے آٹھ مہینوں میں دنیا کے مختلف حصّوں میں ۲۱ زلزلے آئے۔ اس لئے ان آٹھ مہینوں کو زلزلوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ منحوس سمجھا جا رہا ہے۔ اس دوران سب سے زیادہ تباہ کن زلزلہ ۲۸ جولائی کو مشرقی چین میں آیا جس میں لاکھوں جانیں تلف ہوگئیں۔ اس سے پہلے ۴ فروری کو گوئٹے مالا میں زلزلہ آیا جس میں ۲۲ ہزار ۱۵۲۵ افراد ہلاک اور مجروح ہوئے۔ ۶ مئی کو شمالی اٹلی کے زلزلہ میں تقریباً ایک ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ جون کے آخیر میں جاوا میں زلزلہ آیا جس میں ۹ ہزار افراد مارے گئے۔ ۱۶ اگست کو فلپائن اور چین میں پھر زلزلہ آیا جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہو گئے۔

اس سے قبل سب سے بڑا زلزلہ ۷۲ء میں ایران کے صوبہ خدس میں آیا جس میں پچاس ہزار جانیں لیں۔ اس صدی کا سب سے زیادہ جانی نقصان ۱۹۲۰ء میں چین کے صوبہ کانسو کے زلزلے میں ہوا جبکہ ایک لاکھ اسّی ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد دوسرا سب سے بڑا زلزلہ ۱۹۲۳ء میں جاپان میں آیا جس نے ایک لاکھ پانچ ہزار جانیں لیں۔"

(نوائے وقت ۲۰ اگست ۷۶ء)

الفرقان: خطرناک سیلابوں، شدید بارشوں اور خوفناک زلازل کے ذکر میں مدیر الاعتصام اور مدیر المنیر نے بعض آیات قرآنیہ کا ذکر فرمایا جو علیٰ مناسب ہے مگر تعجب ہے کہ وہ مندرجہ ذیل موقعہ کے نہایت مناسب آیات کو کیوں نظرانداز کر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۔ (طٰہٰ ع۸)

(۲) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ (بنی اسرائیل ع۲)

کہ (۱) اگر ہم ان لوگوں کو رسول بھیجنے سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے کہ اے ہمارے رب! تو نے پہلے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پیشتر تیری آیات کی پیروی کرتے

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری شان یہ نہیں کہ ہم رسول بھیج کر تنبیہہ کرنے سے پہلے عذاب دیں۔

کیا علماء موجودہ ہولناک عذابوں کے پیش نظر ان آیات کی طرف بھی توجہ فرمائیں گے؟

شَانُ الْقُرآنِ الْكَرِيمِ

الاستاذ محمد عثمان الصدیقی - ایم اے، دلجم

مِنْ بَيْنِ كُتُبٍ إِنَّمَا الْقُرْآنُ ... جَارٍ إِلَى أَبَدٍ لَّهُ الْفَيَضَانُ

هُوَ فَوْقَ كُلِّ صَحِيفَةٍ فِي عَظْمَةٍ ... وَلَهُ عَلَيْهَا قَدْ تَعَالَى الشَّانُ

هُوَ نُورُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَحُسْنُهُ ... وَبِهِ عَلَى خَلْقٍ بَدَا الرَّحْمَانُ

إِنَّا بِقُرْآنٍ نُلَاقِي رَبَّنَا ... فِينَا لَئِنْ كَانَ بِهِ الْإِيمَانُ

هُوَ بَحْرُ تَوْحِيدٍ حَقِيقٍ كَامِلٍ ... بَطَلَتْ بِهِ الْأَصْنَامُ وَالْأَوْثَانُ

مَا فِي كِتَابٍ غَيْرِ قُرْآنٍ كَمَا ... فِيهِ لِغَيْرِ الْغَايَةِ الْعِرْفَانُ

يَكُونَ فِي الدُّنْيَا كِتَابٌ مِثْلَهُ ... فِي الْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ مَا الْإِمْكَانُ

مَا فِي مِئَاتٍ مِنْ شُمُوسٍ مِثْلَهُ ... أَوْ قَدْرَهُ الْأَنْوَارُ وَاللَّمَعَانُ

نَحْوَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ قَدِ اهْتَدَى ... عَنْ غَيِّهِمْ بِضِيَائِهِ الْعُمْيَانُ

وَبِهِ عَنِ الدُّنْيَا انْمَحَى الْعُدْوَانُ ... وَالْكُفْرُ وَالْفَحْشَاءُ وَالطُّغْيَانُ

مِنْ نُورِهِ بَرًّا وَّبَحْرًا فِي الْوَرَى ... مِنْ كُلِّ ظُلْمَتِهَا انْجَلَى الْبُلْدَانُ

هَذَا الْكِتَابُ الْمُسْتَبِيْنُ هُوَ الَّذِي ... أَللهُ لَقَّى بِفَيْضِهِ الْإِنْسَانُ

مِنْ يَوْمِهِ الْقُرْآنُ أُنْزِلَ فِيهِ ... حَتَّى الْقِيَامَةِ بُورِكَ الْأَزْمَانُ

خَيْرَاتُهُ أَبَدًا وَّ أَبَدًا قَدْ دَمَا

لَا يُمْكِنُ لِيَعُدَّهَا الْحِسْبَانُ

سورۃ الاعراف ع۵

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر تفسیری حواشی کے ساتھ

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر سے کام لیا۔ ان کے لئے آسمانوں

لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ

کے دروازے کھولے نہ جائیں گے اور وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے جب تک اونٹ

الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۝

سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے اور ہم مجرموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَ

ان کے لئے جہنم کی آگ کے بچھونے ہوں گے اور ان کے اوپر پردے بھی آگ کے ہی ہوں گے اور

تفسیر: اس رکوع میں آٹھ آیات ہیں۔ پہلی آیت میں مکذبین کا انجام بیان ہوا ہے۔ فرمایا کہ یہ لوگ زندگی بھر تکذیب کرتے رہے اور ازراہِ تکبر آیاتِ الٰہیہ سے منہ پھیرتے رہے ہیں۔ ان پر آسمان کے دروازے نہیں کھل سکتے یعنی وہ آسمانی روحانی برکات حاصل نہیں کر سکتے اور وہ جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ جملہ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ کو محال اور ناممکن قرار دینے کے لئے بطور محاورہ استعمال کیا گیا ہے یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا محال ہے اسی طرح ان مکذبین اور متکبرین کا جنت میں براہِ راست داخل ہونا محال ہے۔ ظاہر ہے کہ تکذیب

كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ز اُولٰٓئِكَ

ایمان کے تقاضا کے مطابق اعمال کئے ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کے لیے مکلف نہیں بناتے۔ یہ لوگ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا

جنتی ہیں جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہم نے ان کے سینوں

مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ج

سے ہر قسم کے کینہ کو نکال دیا ہے۔ ان کے ماتحت نہریں جاری ہوں گی

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰىنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا

اور وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی سب تعریفیں ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت فرمائی ہم خود یہ ہدایت

لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ج لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

حاصل نہ کرسکتے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت نہ دی ہوتی ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول صداقت کو

کرنے والے اور تکبر کی راہ اختیار کرنے والے اس حالت میں جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے وہ جہنم کی سزا کے بعد ہی جنت میں آسکیں گے۔

ہمارے استاد حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس جملہ کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح اونٹ کے وجود کو کوٹ کر اگر دھاگوں میں تبدیل کر دیا جائے تو اسے سوئی کے ناکے سے گزارا جا سکتا ہے اسی طرح ان مکذبین اور منکبرین کی تکذیب اور ان کے تکبر کو جہنم کی آگ کے ذریعہ تبدیل کر کے ان لوگوں کی ہیئت تبدیل کر دی جائے گی۔ پھر وہ مکذب اور متکبر نہ رہیں گے بلکہ مومن اور مطیع ہو جائیں گے تو اس وقت انھیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ جہنم میں ان ظالموں کا اوڑھنا بچھونا آگ ہو گی۔ اور یہ ان کی اس حالت کی عکاسی ہے

بِالْحَقِّ ۚ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ

حقانیت کو لے کر آئے تھے۔ ان (اہلِ جنت) کو بآوازِ بلند کہا جائے گا۔ کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے

تَعْمَلُونَ ۝ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ

نیک اعمال کے بدلہ میں وارث ٹھہرایا گیا ہے پھر جنتی لوگ دوزخیوں سے بآوازِ بلند کہیں گے۔ کہ ہم نے

أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ

اس وعدہ کو ٹھیک پا لیا ہے جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو

مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

برحق پایا ہے؟ دوزخی کہیں گے کہ ہاں ہم نے بھی پا لیا ہے۔ تب ان کے درمیان ایک عظیم

بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ

مؤذن اعلان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ان ظالموں پر ہے جو اللہ کی راہ سے

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ

روکتے رہے ہیں اور اس راہ میں کجی چاہتے تھے اور وہ

جو وہ دنیا میں تکذیب اور استہزا کو بھی اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے وہ ظالم تھے اب انہیں ان ظلموں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے ہیں۔

تیسری آیت میں مومنوں کے بہتر انجام کا ذکر ہے جو دائمی طور پر جنت میں رہنا ہے۔ ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی لازمی شرط ہے۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بعد لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا گویا بطور جملہ معترضہ کے ہے اس جگہ سیاق وسباق کے لحاظ سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال صالحہ میں اللہ تعالیٰ یہ ملحوظ رکھے گا کہ اس انسان نے اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق نیکی کی ہے یا نہیں؟ طاقت سے بڑھ کر کسی انسان پر ذمہ داری نہیں ہے۔

چوتھی آیت میں اہلِ جنت کی بعض کیفیتوں کا ذکر فرمایا ہے یعنی ان کے سینے ہر قسم کے کینوں اور رنجشوں سے پاک ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ترانے گاتے ہوں گے وہ اس یقین کا اظہار کریں گے کہ ہم اس مقام پر محض اللہ کے فضل سے پہنچے ہیں [illegible]

بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

آخرت کے انکاری تھے

تب ان دونوں گروہوں (اہلِ جنت اور اہلِ جہنم) کے درمیان پردہ

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

حائل ہو جائے گا۔ اور بلندیوں والی مقامات پر کچھ کامل مرد ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے

اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ قف لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝

وہ جنتیوں کو باآوازِ بلند پیغام دیں گے کہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو گی۔ وہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوئے لیکن وہ امیدوار ہیں

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا

پھر جب ان (اعراف والوں) کی آنکھیں جہنمیوں کی طرف پھیری جائیں گی وہ انہیں دیکھ کر

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع ۵ ۸ ۱۲

پکار اٹھیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں ان ظالموں کے ساتھی نہ بنائیو!

دینے والا ہے اس کے رسول ہمارے پاس آئے اور ہم نے انہیں قبول کیا یہ سب اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ہوا۔ آیت کے آخر میں ذکر ہے کہ انہیں بذریعہ اعلان مطلع کیا جائیگا کہ یہ جنت تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دی گئی ہے۔ اور یہ تمہارے نیک کاموں کے عوض میں مل رہی ہے۔ مومن کہتے ہیں کہ جنت اللہ کے فضل سے ملی ہے اور خدا فرماتا ہے کہ جنت مومنوں کے نیک اعمال کے بدلہ میں انہیں دی گئی ہے دونوں باتیں درست ہیں۔ اول تو نیک اعمال کے ذرائع اور سامان بھی اللہ ہی مہیا فرماتا ہے اور پھر ان نیک اعمال کو قبول کرنا بھی اسی کا فضل ہے۔ محدود زندگی کے محدود اعمال کے بدلہ میں دائمی اور غیر محدود جنت کا ملنا محض اللہ کے فضل سے ہے۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ مومن کی جنت کے لئے ان نیک اعمال بنیاد کے طور پر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی سے نیک نیتی والے عملاً محدود اعمال کو ابدی جنتوں کا مستحق قرار دے دیتا ہے پس یہ بھی درست ہے کہ جنت اللہ کے فضل سے ہے اور یہ بھی درست ہے کہ جنت مومنوں کے نیک اعمال کے نتیجہ میں انہیں ملتی ہے۔

پانچویں اور چھٹی آیت میں اس مکالمہ کا ذکر ہے جو اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے درمیان ہوگا اور اس پر آسمانی اعلان کیا جائے گا۔ جنتی دوزخیوں سے پوچھیں گے کہ ہم نے تو خدا کے وعدوں کو سچا پایا ہے کیا تم نے بھی خدا کے وعدوں کو برحق پایا ہے۔ دوزخی اثبات میں جواب دیں گے تو ایک عظیم الشان اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ آج واضح ہو گیا ہے کہ راہِ حق سے روکنے والوں اور راہِ حق میں کجی ڈالنے کی کوشش کرنے والوں اور منکرینِ قیامت کے لئے لعنت ہے وہ اللہ کی رحمت سے دور کئے جائیں گے۔ (باقی صفحہ ۳۱ پر دیکھیں)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران)

ایک آیت کے ترجمے کے تیس نمونے

مرسلہ جناب چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے انچارج خلافت لائبریری

(۱) نیست محمدؐ مگر پیغمبر ہر آئینہ گزشتہ اند پیش
از وے پیغامبران (شاہ ولی اللہؒ)

(۲) و نیست محمدؐ مگر فرستادہ کہ تحقیق درگذشتند
پیش از وے رسولان (سعدی شیرازیؒ)

(۳) اور نہیں محمدؐ مگر پیغمبر تحقیق گذرے پہلے اس
سے پیغمبر۔ (شاہ رفیع الدینؒ)

(۴) اور محمدؐ تو ایک رسول ہے۔ ہو چکے اس سے
پہلے بہت رسول۔ (شاہ عبدالقادرؒ)

(۵) اور محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں
جس پر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے
اور بھی بہت سے رسول گزر چکے (اسی طرح آپ
بھی ایک روز آخر گزر ہی جاوینگے) (اشرف علی تھانوی)

(۶) اور محمدؐ اس کے سوا کیا ہیں کہ اللہ کے رسول
ہیں اور ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گذر
چکے ہیں (جو اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہوئے
اور راہِ حق کی دعوت دے کر دنیا سے چلے گئے
(ابوالکلام آزاد)

(۷) اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور
رسول ہو چکے ہیں۔ (احمد رضا خان)

(۸) اور محمدؐ تو ایک رسول ہے۔ ہو چکے اس سے
پہلے بہت رسول (علامہ محمود الحسن شبیر احمد عثمانی)

(۹) محمد (صلعم) اللہ کا رسول ہے اس سے پہلے
کئی رسول ہو گذرے ہیں (ثناء اللہ امرتسری)

(۱۰) اور محمدؐ تو بس ایک رسول ہی ہیں۔ ان سے قبل

اور بھی رسول گذر چکے ہیں اور اس لئے فنا پذیر بھی ہیں۔ (مولانا عبدالماجد دریا آبادی)

(۱۱) و نیست محمدؐ یعنی بندۂ ستودہ من مگر فرستادہ از پیش من بدرستیکہ بگذشتہ اند پیش از وے فرستادگان۔ (حسین واعظ کاشفی)

(۱۲) اور محمدؐ تو ایک رسول ہے اس سے پہلے بہت رسول ہو چکے
(درس القرآن ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور)

(۱۳) اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ (فتح الحمید۔ شائع کردہ تاج کمپنی)

(۱۴) محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں
(ابوالاعلیٰ مودودی)

(۱۵) محمدؐ تو بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں (امین احسن اصلاحی)

(۱۶) محمدؐ ایک رسول ہی ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ (سید مقبول احمد دہلوی)

(۱۷) اور محمدؐ اس سے بڑھ کر اور کیا ہیں کہ ایک رسول ہیں اور بس۔ ان سے پہلے (اور) بھی رسول ہو گزرے ہیں۔
(شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد خان)

(۱۸) اور محمدؐ بجز اس کے کہ رسول ہیں (اور) کیا ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو گزرے ہیں (ابو محمد عبدالحق حقانی)

(۱۹) نئیں محمدؐ نرا اک پیغمبر اے۔ تے گذر چکے نے پہلے اوہدے کئی پیغمبر۔ (ہدایت اللہ)

(۲۰) و نیست محمدؐ مگر رسولے کہ بتحقیق گذشتہ است پیش از و پیغمبران۔ (ترجمہ مطبوعہ ایران زیر نگرانی رضا شاہ پہلوی کبیر)

(۲۱) محمدؐ نیست مگر پیامبری کہ پیش از او پیغمبران در گذشتند۔ (زین العابدین رانہما، ایران)

(۲۲) لَيْسَ هُوَ رَبًّا يَسْتَحِيْلُ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ وَالْمَوْتُ، مَضَتْ وَمَاتَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فَسَيَمُوْتُ هُوَ اَيْضًا (محمد ثناء اللہ پانی پتی)

(۲۳) اَرْسَلَهُ اللّٰهُ لِاَدَاءِ مَا اَوْحَاهُ مُرٌّ وَهُوَ رَاحِلٌ كَمَا رَحَلُوْا (نسفی)

(۲۴) فَسَيَخْلُوْا كَمَا خَلَوْا وَكَمَا اُتْبَاعُهُمْ بَقَوْا مُتَمَسِّكِيْنَ بِدِيْنِهِمْ بَعْدَ خُلُوِّهِمْ فَعَلَيْكُمْ اَنْ تَتَمَسَّكُوْا بِدِيْنِهِ بَعْدَ خُلُوِّهِ (علامہ زمخشری)

(۲۵) اِنَّ مُحَمَّدًا لَيْسَ اِلَّا بَشَرًا قَدْ مَضَتِ الرُّسُلُ قَبْلَهُ فَمَاتُوْا وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَلَمْ يُكْتَبْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمُ الْخُلْدُ اَفَاِنْ مَاتَ كَمَا مَاتَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَغَيْرُهُمَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ۔
(احمد مصطفیٰ المراغی استاذ الشریعۃ)

(۲۶) كَسَائِرِ الرُّسُلِ فَسَيَخْلُوْا كَمَا
خَلَوْا وَكَمَا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ بَقُوْا
مُتَمَسِّكِيْنَ بِدِيْنِهِمْ بَعْدَ خُلُوِّهِمْ
فَعَلَيْكُمْ أَنْ تَتَمَسَّكُوْا بِدِيْنِهِ
بَعْدَ خُلُوِّهِ لِأَنَّ الْغَرَضَ مِنْ
بِعْثَةِ الرَّجُلِ الرِّسَالَةُ وَإِلْزَامُ
الْحُجَّةِ لَا وُجُوْدُهُ بَيْنَ أَظْهُرِ
قَوْمِهِ۔ (روح البیان اسمٰعیل حقی)

(۲۷) وَالرُّسُلُ مِنْهُمْ مَنْ مَاتَ وَمِنْهُمْ
مَنْ قُتِلَ فَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَ
الرِّسَالَةِ وَالْقَتْلِ وَالْمَوْتِ
(علی المہائمی تفسیر تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان)

(۲۸) فَسَيَخْلُوْ كَمَا خَلَوْا بِمَوْتٍ أَوْ
بِقَتْلٍ وَلَقَدْ بَقِيَ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ
عَلٰى أَدْيَانِهِمْ بَعْدَ مَا خَلَتْ
أَنْبِيَاءُهُمْ (علامہ طنطاوی)

(۲۹) فَسَيَخْلُوْ كَمَا خَلَوْا بِالْمَوْتِ
أَوِ الْقَتْلِ۔ (خطیب الشربینی السراج المنیر)

(۳۰) إِنَّ مُحَمَّدًا النَّبِيَّ إِلَّا رَسُوْلًا
سَبَقَتْهُ الرُّسُلُ وَقَدْ مَاتَ
الرُّسُلُ وَمُحَمَّدٌ سَيَمُوْتُ
كَمَا مَاتَ الرُّسُلُ قَبْلَهُ۔
(سید قطب فی ظلال القرآن)

الفرقان: آیت کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے شانِ نزول کے متعلق مروی ہے کہ یہ آیت غزوۂ اُحد میں اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر گر گئے تھے اور دشمنوں نے مشہور کر دیا تھا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں۔

اس آیت کا مفہوم واضح ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں اور آپ سے پہلے کے جملہ رسول بھی وفات پا چکے ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فوت ہو جانے سے کسی کو توحید کے بارے میں کسی قسم کی ٹھوکر لگنے کا کیا سوال ہے؟

صحیح بخاری میں ہے کہ جب مدینہ منورہ میں حضورؐ کا وصال ہوا اور بعض صحابہؓ فرطِ محبت سے حضورؐ کی وفات کو ناممکن قرار دے رہے تھے تو سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منجملہ دیگر آیات کے اس آیت کریمہ کو پیش فرما کر آپ کی وفات پر یہی طور استدلال فرمایا تھا کہ جب سب رسول فوت ہو گئے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا تو آپ کے وفات پا جانے پر تعجب کیوں ہے؟ اس پر صحابہؓ نے آپ سے اتفاق فرمایا۔

غور کیا جائے تو یہ آیت وفاتِ مسیح ثابت کرنے کے لئے بھی ایک واضح آیت ہے۔

بقیہ البیان صفحہ ۲۸

ساتویں اور آٹھویں آیت میں اعراف کا ذکر ہے اعراف عُرف کی جمع ہے اس کے معنی بلند مقام کے ہوتے ہیں۔ اصحاب الاعراف وہ برگزیدہ لوگ ہیں جو حقیقی جنتی ہیں وہ مومنوں اور کافروں سے اس وقت خطاب کریں گے! اصحاب الاعراف انبیاء علیہم السلام ہیں جو اپنے بلند مقامات سے اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے فیصلہ ہو جانے کے بعد ہر دو پر نگاہ ڈال کر جنتیوں کو سلام [illegible] واللہ اعلم بالصواب۔

حاصل مطالعہ

یاجوج ماجوج

جناب چودھری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور کی طرف سے شائع کردہ ایک کتابچہ بعنوانِ بالا میرے مطالعہ میں آیا۔ اس کے مصنف ایک عالمِ دین مولانا نذیر الحق صاحب ہیں۔ اس کے بعض حصے افادۂ عام کے لئے بلا تبصرہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

مولانا موصوف نے اس کتابچہ کو سورۃ الانبیاء کے ایک رکوع کے اردو ترجمہ سے شروع کیا ہے جو یوں ہے:۔

"جو کوئی اچھے کام کرے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کوشش کی ناقدری نہ ہوگی ہم اس کے لئے لکھ لیں گے اور وہ بستی جس کو ہم اجاڑ دیں گے یقیناً کبھی آباد نہیں ہوگی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ نکل پڑیں گے" (ص۳)

ان آیات سے استنباط فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

"مُردے واپس نہیں آسکتے"

"حرام کے معنی ممنوع ہیں۔ حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں ایک قول منقول ہے کہ جو لوگ کفر و بداعمالی کے نتیجہ میں ہلاک کر دیئے جائیں گے وہ قیامت سے پہلے دوبارہ لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے...... یہاں قرآن نے ایک عام قانون یہ بیان فرمایا کہ جو مر جائے وہ لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آیا کرتا لہٰذا انسان کے لئے موقع ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کرے" (ص۹)

"یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے"

مندرجہ بالا عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:۔

"کھول دیے جانے سے مراد ان کا خروج ہے جس کا ذکر احادیث میں تفصیل سے آتا ہے اور جو آخری زمانہ سے متعلق ہے ...... قرآن حکیم کا بیان ہے کہ یاجوج ماجوج ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ نکل پڑیں گے۔ یاجوج ماجوج ایک قوم یا دو قومیں ہوں گی وہ ناری نوری اور خاکی

مخلوق کے علاوہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق نہ ہوں گے بلکہ ایک ایسی قوم ہوں گے جو اپنی مادی ترقی اور شوکت و دبدبے میں کمال کو پہنچی ہوئی ہوگی۔" (ص ۸۷)

مسیح موعود کا ظہور

یاجوج ماجوج کی تشریح کے بعد مولانا صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پروردگار عالم کے تمام وعدے جن میں مسیح موعود کا ظہور اور یاجوج ماجوج کا خروج نہایت اہم ہے۔ سچ ہو کر رہیں گے ہر مسلمان کو ان وعدوں پر ایمان رکھنا چاہئے جیسا کہ اس آیت کا مفہوم ہے "یعنی جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کیا ان کے لئے ہم نے حرام کر دیا کہ دنیا میں دوبارہ آئیں وہ دنیا میں اس وقت تک نہیں آسکتے جب تک یاجوج ماجوج نہ آجائیں اور زمین پر غلبہ نہ حاصل کر لیں۔" (ص ۱۰)

مہدویت کی حقیقت

مندرجہ بالا عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:-

"مادی ترقی و کمال کے عمل کے ساتھ ساتھ روحانی اور اخلاقی ترقی و کمال کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت اور ربوبیت کی ہدایت بھی دلوں اندر داخلی میں مسلسل اپنا کام کر رہی ہے مقدس سلسلہ فیض منقطع نہیں ہوا اور نہ قیامت تک منقطع ہوگا بلکہ حضرت امام مہدی کے ظہور سے درجہ کمال پہ پہنچے گا۔ مہدی ہدایت سے اسم مفعول ہے اس کے معنے ہیں ہدایت کی گئی یعنی مہدی وہ ہوگا جس کو اللہ کی طرف سے ہدایت کی گئی ہو۔ کسی اور طریقے سے نہیں کسی اور طریقے سے تو اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے ہدایت پا رہے ہیں اور گنہگاروں کو ہدایت دے رہے ہیں مگر ایسی ہدایت سے کفر و ضلالت کا زور ٹوٹ نہیں سکتا اس لئے حکمت الٰہی اور مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ آخری زمانہ میں امام مہدی کو مخصوص طریقے سے ہدایت دی جائے اور ان کے ذریعہ سے حق کا بول بالا ہو اور باطل کا منہ کالا ہو۔ یہ ہے مہدویت کی حقیقت۔" (ص ۴۲-۴۳)

وقت کا تقاضا

مہدویت کی حقیقت بیان کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں:-

"دنیا میں ستر کروڑ مسلمان ہیں مگر اسلام کے لئے بیکار۔ نہ کہیں اسلامی نظام ہے نہ اسلامی معاشرہ اور نہ اسلامی سیرت و کردار۔ لہٰذا یہ وقت کا تقاضا ہے کہ یاجوج ماجوج اور دجال خروج کریں اور مہدی ظاہر ہوں۔" (ص ۴۴)

مدیر "طلوعِ اسلام" کے "بیانات" پر تبصرہ

جناب ابوقیصر آدم خان صاحب مردان

۱۹۶۲ء کے ابتداء میں پرویز صاحب کے خلاف نہایت شدت سے تحریک شروع ہوئی تھی حتیٰ کہ جماعتِ احمدیہ کے سوا باقی تمام فرقوں کے علماء کی طرف سے متفقہ طور پر ان کے خلاف فتویٰ کفر صادر کیا گیا تھا۔ طلوعِ اسلام کے الفاظ میں:—

"اس (فتویٰ) پر ہر مکتبِ فکر کے علماء، دیوبندی، بریلوی، سنی، شیعہ، سب متفق ہو چکے ہیں۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۵۵)

پرویز صاحب نے اس فتویٰ کے خلاف اور اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بہت کچھ لکھا لیکن بے سود۔ مفتی محمد شفیع صاحب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا لیکن مفتی صاحب کی طرف سے جواب ملا کہ:—

"ان حالات میں ظاہر ہے کہ فتویٰ دینے سے پہلے یا کسی مرحلہ پر آپ سے مراجعت کا کوئی سوال نہ تھا۔ جن صریح اور واضح عبارتوں میں ناقابلِ تاویل انداز کا کفر و الحاد دیکھ کر دیا تھا اس کی گنجائش نہ تھی کہ فتویٰ کی توثیق نہ کی جاتی۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۶۴)

اس کے باوجود پرویز صاحب ہمت نہ ہارے اور ایسے شخص کی جستجو میں رہے جو ان کے خلاف فتویٰ کفر واپس لینے میں مددگار ثابت ہو۔ آخر جوئندہ یابندہ، شورش کاشمیری صاحب تک رسائی حاصل کی اور ان کو اثر ڈالنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ شورش صاحب نے ازراہِ مروّت علماء کرام سے اس فتویٰ پر نظرِ ثانی کی سفارش کی۔ لیکن ان کی سفارش کو بھی درخورِ اعتناء نہ سمجھا گیا۔ اور پرویز صاحب کے خلاف کفر و الحاد کا فتویٰ بدستور قائم رہا جو تا حال قائم ہے۔

پرویز صاحب نے اپنے خلاف فتویٰ کفر اور اپنے مسلمان ہونے کے سلسلہ میں جن حقائق کا اظہار کیا ہے وہ قابلِ توجہ ہیں۔ ذیل میں پرویز صاحب کے بیان سے کچھ اقتباسات بغیر تبصرہ کے پیش کئے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:—

(۱) "ہمارا کبھی کسی فرقہ سے تعلق نہیں۔ نہ کسی قدیم فرقہ سے نہ جدید سے۔ نہ ہی

ہمارا اپنا کوئی الگ فرقہ ہے۔ ہم صرف
مسلمان ہیں۔ اور ان تمام باتوں پر ایمان
رکھتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی شخص
کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری قرار
دیا ہے۔ یعنی اللہ پر ایمان، انبیاء کرام
پر ایمان، کتابوں پر ایمان، ملائکہ پر
ایمان، آخرت پر ایمان۔"

(طلوع اسلام اپریل ۶۲ء صـ ۳۸)

(۲) "قرآن کریم نے مومن ہونے کے لئے یہ مطالبہ
کیا ہے کہ وہ شخص اللہ، انبیاء، کتب،
ملائکہ اور آخرت پر ایمان رکھے۔"

(طلوع اسلام۔ اپریل ۶۲ء صـ ۵۳)

(۳) "سردست میں اتنا عرض کر دینا کافی
سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم نے اس شخص
کو مومن کہا ہے۔ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ
(۲/۱۷۷) میں ان تمام امور پر ان تصریحات
کے مطابق جو قرآن کریم میں مذکور ہیں
ایمان رکھتا ہوں۔ میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور رسول
اور قرآن کریم کو تمام نوع انسان کیلئے
ضابطۂ حیات مانتا ہوں۔ ارکان اسلام
(نماز۔ روزہ وغیرہ) کے متعلق میرا
مسلک یہ ہے کہ امت کے مختلف فرقے
انہیں جس جس طریقہ سے ادا کرتے چلے آ
رہے ہیں۔ کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ
ان میں کوئی ردّ و بدل کرے یا کوئی نیا
طریق وضع کرے۔"

(طلوع اسلام۔ اپریل ۶۲ء صـ ۶۲، ۶۳)

قارئین کرام! پرویز صاحب قرآن کریم کی روشنی میں
ایسے شخص کو مسلمان قرار دیتے ہیں جو اللہ، یوم آخرت، کتب
اور انبیاء کرام اور ملائکہ پر ایمان لاتا ہو۔ اب آیئے اور دیکھئے
کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنا اور اپنی جماعت کا کیا عقیدہ
بیان فرماتے ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

(الف) "ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک
پر ایمان رکھتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ کے قائل ہیں اور خدا کی کتاب قرآن
اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
جو خاتم النبیین ہیں پر ایمان لاتے ہیں اور
فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ اور
بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز
پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل
قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسول نے حرام
کیا۔ اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور جو کچھ حلال
کیا۔ اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اور نہ ہم
شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے
ہیں اور ذرہ کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں
پہنچا۔ اس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے اس
کو سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھ سکیں اور

اس کی حقیقت کنہ سمجھ سکیں اور ہم اللہ
تعالیٰ کے فضل سے موحد مسلم ہیں۔"
(نور الحق حصہ اول صفحہ ۵)

(ب) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب۔
اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو
سکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا۔ یا کر کے دکھایا اور جو کچھ
قرآن شریف میں ہے۔ اس کو چھوڑ کر
نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑیگا
وہ جہنم میں جائے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور
عقیدہ ہے۔"
(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۵۲)

(ج) "میں مسلمان ہوں۔ قرآن کریم کو خاتم
الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں اور اسلام
کو زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ
قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے وجود پر
اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں
اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا
ہوں۔ اتنی نمازیں پڑھتا ہوں۔ رمضان
کے پورے روزے رکھتا ہوں۔"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۸)

(د) "میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت
مسلمان ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے
جس طرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے
میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا
ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں۔"
(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۱۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان اعلانات کے باوجود
اگر آپ کو اور آپکی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو پرویز
صاحب خوش ہو کر لکھتے ہیں کہ:۔

"عزیزان گرامی قدر! آج کا دن میری
زندگی کا مبارک ترین، شاداب ترین،
حسین ترین، کامیاب ترین دن ہے کہ
آج میرا عمر بھر کا مشن تکمیل کی منزل تک
پہنچ گیا۔"
(طلوع اسلام۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۲)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ وہی پرویز صاحب
ہیں جو ۱۹۶۲ء میں اپنے خلاف فتویٰ کفر کے سلسلہ میں خون
کے آنسو بہا رہے تھے؟ ع
آنکہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

(۲)

پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
"اگر ہم کسی کو ایک فقرہ میں بتانا چاہیں
کہ نبی کریمؐ نے اپنی حیات طیبہ میں کیا
عظیم کام سرانجام دیا ہے تو بلا تامل کہا

جا سکتا ہے کہ حضورؐ نے غیر مسلموں کو
حلقہ بگوش اسلام بنا کر دین کا نیا نظام قائم
کیا تھا۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۲۵)

پھر موجودہ علماء اور مسلمانوں کے متعلق پرویز صاحب کا
فیصلہ ان الفاظ میں ہے کہ:۔

"یہ حضرات جو بیک جنبشِ قلم و حرکتِ
زبان ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو کافر
بنا دیتے ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ انہوں
نے ساری عمر میں کتنے کافروں کو مسلمان
بنایا؟ کافروں کو مسلمان بنانے کے
لئے بڑی محنت درکار ہوتی ہے مسلمان
کو کافر قرار دینے میں لگتا ہی کیا ہے؟
اس لئے ان حضرات کے نزدیک جہاد نام
ہے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۳)

اس کے مقابل اشاعتِ اسلام کرنے والی جماعت
احمدیہ کی مساعی کے متعلق چند اعتراف ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "موجودہ زمانہ میں جماعت احمدیہ نے
منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ
حیرت انگیز ہے۔ لٹریچر، مساجد اور مدارس
کے ذریعہ سے یہ لوگ ایشیا، یورپ،
افریقہ اور امریکہ کے دور دور گوشوں تک
اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں۔
جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں ایک
گونہ اضطراب پایا جاتا ہے۔ کاش اور دوسرے
لوگ بھی ان کی مثال سے سبق سیکھ سکتے۔"

(ہماری زبان علی گڑھ ۲۲ ستمبر ۱۹۵۸ء)

(۲) "احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس
ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے
اس کام (تحریکِ شدھی۔ ناقل) میں حصہ
لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس
پر فخر کرے۔"

(اخبار زمیندار لاہور ۸ اپریل ۱۹۲۳ء)

(۳) "مسلمانانِ جماعتِ احمدیہ اسلام کی
انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار،
کمربستگی، نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان
کی جانب سے ظہور میں آیا ہے وہ اگر
ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال
نہیں تو بے انداز عزت اور قدردانی کے
قابل ضرور ہے۔ جہاں ہمارے پیر اور
سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت
پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے
عظیم الشان خدمتِ اسلام کر کے دکھا دی۔"

(زمیندار ۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء)

(۴) "گھر بیٹھ کر احمدیوں کو برا بھلا کہہ لینا
نہایت آسان ہے لیکن اس سے انکار
نہیں کر سکتے کہ یہی ایک جماعت ہے جس
نے اپنے مبلغین انگلستان میں اور دیگر
ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔" (زمیندار دسمبر ۱۹۲۶ء)

(۵) مولانا محمد علی جوہر تحریر فرماتے ہیں:-
"وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ اسلام کے اس
منظم فرقہ کا طرزِ عمل سوادِ اعظم اسلام
کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے
بالخصوص جو لسیم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ
کر خدمات اسلام کے بلند بانگ و در
باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ
ثابت ہوگا۔"
(ہمدرد دہلی - ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۳)

جناب پرویز صاحب نے لکھا ہے:-
"فتویٰ لگانے کی متعدد وجوہات اور
مختلف مقاصد ہوتے تھے۔ مثلاً
(۱) سیاسی مقاصد۔ جب کوئی بادشاہ
یا حاکم کسی بڑی شخصیت کی طرف سے
اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا۔ اور اسے
اندیشہ ہوتا ہے کہ اس پر لیے ہاتھ
ڈالنے سے رعایا بگڑ جائے گی تو اس
کے خلاف کفر اور ارتداد کا فتوے
حاصل کر لیا جاتا اور اس طرح اس
کانٹے کو نہایت آسانی سے راستے سے
نکال دیا جاتا وغیرہ......
(۲) جب دین فرقوں میں بٹ جائے تو
ہر فرقہ کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ
زیادہ سے زیادہ مضبوط اور غالب
رہے۔ فرقہ کو مضبوط رکھنے کے لئے
اتنا کافی نہیں ہوتا کہ اس کی فضیلت
اور حقانیت کو ثابت کیا جائے بلکہ
یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ دوسرے فرقوں
کی طرف سے نفرت دلائی جائے......
(۳) افراد کے خلاف کفر کے فتوے کا
جذبہ حسد ہوتا ہے......
چنانچہ جن افراد پر کفر کے فتوے لگے
ہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ وہ اپنے دور
کی ممتاز شخصیتیں تھیں۔ اور ان کا جرم
یہی تھا کہ وہ اپنے ہمعصروں سے کہیں
آگے تھے۔"
(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۶۲ء ص ۵۱-۵۲)
پرویز صاحب اپنے اوپر فتویٰ کفر کو ان وجوہ کا
نتیجہ ٹھہراتے ہیں غور کیا جائے تو ان پر ان میں سے کوئی وجہ
بھی منطبق نہیں ہوتی۔ نہ حکومت کو ان سے خطرہ ہے۔ نہ
ان کا کوئی فرقہ ہے اور نہ وہ کوئی خاص ممتاز شخصیت
ہیں۔ اب قابلِ غور یہ امر ہے کہ جماعتِ احمدیہ پر جو فتویٰ
لگایا گیا ہے اس پر یہ وجوہ چسپاں ہوتے ہیں یا نہیں؟

(۴)

مکرم پرویز صاحب نے ایک عمدہ اصول لکھا ہے کہ:-
"اگر کسی شخص یا فرقہ پر کفر کا فتویٰ لگنے
سے وہ واقعی کافر ہو جاتا ہے تو یہ حضرات

جنہوں نے موجودہ فتویٰ شائع کیا ہے سب کے سب (ان فتوؤں کے مطابق جو ان پر لگ چکے ہیں) کافر قرار پا چکے ہیں تو جو لوگ خود کافر ٹھہرائے جا چکے ہوں وہ کسی دوسرے کے کفر و ایمان کا فیصلہ کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں؟ وہ پہلے اپنے آپ کو تو مسلمان ثابت کریں۔"

(طلوعِ اسلام اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۵۵)

پرویز صاحب نے یہ حقیقت سال ۱۹۶۲ء میں بیان فرمائی تھی معلوم نہیں کیوں وہ اتنا جلدی یعنی صرف بارہ سال کے عرصہ میں اپنا یہ بیان بھول گئے؟ اور جماعت احمدیہ کے خلاف فتویٰ کفر لگانے یا "ناٹ مسلم" قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے؟

—(۵)—

اسی مضمون میں پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"اب اس سوال نے ایک آئینی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ آئینِ پاکستان میں یہ درج ہے کہ مملکتِ پاکستان کے صدر کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس عہدہ کے لئے جو شخص بطور امیدوار کھڑا ہو

(۱) وہ اگر شیعہ ہے تو (ان حضرات کے فتوے کی رُو سے) سُنّیوں کے نزدیک مسلمان نہیں۔

(۲) اگر سُنّی ہے تو شیعہ حضرات کے نزدیک مسلمان نہیں۔

(۳) اگر مقلّد ہے تو غیر مقلد اسے مسلمان تصور نہیں کرتے۔

(۴) اگر غیر مقلّد ہے تو مقلّدین کے نزدیک مسلمان نہیں ہوگا۔

(۵) اگر دیوبندی عقیدہ کا ہے تو بریلوی اسے مسلمان تسلیم نہیں کریں گے

وقِس علیٰ ھٰذا۔"

ان حالات میں جناب پرویز صاحب ہی بتلائیں کہ ان اختلافات کا فیصلہ کون کر سکتا ہے؟ اور کسی کو مسلمان قرار دینے کے بارے میں حَکَم کون بن سکتا ہے؟ کیا ایسے فیصلہ کے لئے کسی ربّانی مامور کا حَکَم و عَدَل ہو کر آنا لازمی نہیں؟ وما علینا الا البلاغ المبین!

فوٹو میں شامل احباب کے نام

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں) سید عطا حسین شاہ۔ خالد محمود بھٹی چوہدری محمد بشیر۔ سید مشتاق احمد ہاشمی۔ چوہدری غلام دستگیر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ۔ مولانا ابو العطاء جالندھری۔ چوہدری احمد دین۔ چوہدری عبد الغنی۔ چوہدری محمد ظفر اللہ۔ شیخ محمد یوسف

ایستادہ (دائیں سے بائیں) چوہدری غلام مصطفےٰ۔ شیخ نذیر احمد سیالکوٹی۔ قریشی محمد عبد اللہ۔ قریشی محمد نصر اللہ۔ شیخ عبد اللطیف۔ سعید اختر ناصر، میاں سعید اختر۔ میاں محمد یعقوب نذیر احمد بھٹی۔ ڈاکٹر فضل کریم۔ سید عالم شاہ۔

ایستادہ (دائیں سے بائیں) عبد اللطیف بٹ۔ میاں عبد الوہاب چوہدری فضل کریم (تاریخ فوٹو ۲۹ دسمبر ۱۹۶۸ء)

جو تجھ کو خاتم نہ مانتا ہو وہ لاجرم احمدی نہیں ہے

محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے

ترے بغیر اے رسولِ بطحا یہ زندگی زندگی نہیں ہے
اگر نہیں دل میں عشق تیرا تو بندگی، بندگی نہیں ہے

تری نبوت کی خاتمیت تو جزوِ ایمان ہے ہمارا
جو تجھ کو خاتم نہ مانتا ہو وہ لاجرم احمدی نہیں ہے

ہے آدمیت کو فخر تجھ پر کہ تو ہے سردارِ وُلدِ آدم
ہے تجھ سے جس کو نقار و نفرت وہ آدمی، آدمی نہیں ہے

تو وہ سراجِ منیر ہے جس سے مہر و مہ نے بھی نور پایا
جہاں تری روشنی نہیں ہے وہاں کوئی روشنی نہیں ہے

نبی اگرچہ ہزاروں آتے رہے ہیں دنیا میں ابتدا سے
خدا کو محبوب تجھ سے بڑھ کر کوئی رسول و نبی نہیں ہے

یہ تیرے قرآں سے عیاں ہے تو وجہِ تخلیقِ انس و جاں ہے
حدیثِ لولاک بھی کسی سے اے نورِ عالم، چھپی نہیں ہے

مقامِ محمود تیرا بے شک ہر ایک رفعت سے بالاتر ہے
خرد کو بھی اس بلند و برتر مقام سے آگہی نہیں ہے

"تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم"
ہمیں ڈرائے گا کیا زمانہ یہ عشق ہے دل لگی نہیں ہے

کینیڈا میں ایک پریس کانفرنس

"ربوہ سے جماعت کے مرکز کو بیرونی ملک لے جانے کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے"

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

ٹرانٹو (کینیڈا) کے اردو جریدہ "حالِ پاکستان" نے اپنی ۱۵ راگست ۷۶ء کی اشاعت میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد کی پریس کانفرنس کی حسب ذیل رپورٹ شائع کی ہے :—

"ٹرانٹو (حالِ پاکستان) جماعت احمدیہ کے امیر مرزا ناصر احمد نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں "حالِ پاکستان" کو بھی دعوت دی گئی۔ ہمارے دل و دماغ میں متضاد خیالات آ رہے تھے۔ دسمبر ۱۹۷۴ء (مراد ستمبر ۷۴ء ہے۔ ناقل) میں ان کی جماعت کے بارے میں نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے جو تاریخی قرارداد پاس کی تھی وہ لازمی طور پر ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ ان کے بنیادی نظریہ اور ان کی جماعت کے قیام کا مقصد فوت ہوتا تھا۔ اس زمانے میں احمدیوں کے جان و مال کا بھی نقصان ہوا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے ان کے خیالات میں کافی تبدیلی ہوئی ہوگی اور پاکستانی قوم کے دل میں ان کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ مگر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہمارے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ —— ربوہ سے جماعت کے مرکز کو بیرونی ملک لیجانے کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ہم نے تو اپنے ملک پاکستان کے لئے ہمیشہ خون دیا ہے۔ اور آئندہ بھی ہم اس کی حفاظت اور عزت کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے —— ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ننانوے فیصد لوگ ہم سے پیار کرتے ہیں۔ اس لئے کسی قسم کی دشمنی کا خیال بھی نہیں کر سکتے —— ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم کو صرف آئین اور قوانین کی اغراض سے "نان مسلم" کہا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۰ کی رو سے ہمیں پوری طرح آزادی ہے کہ ہم جو مذہب چاہیں۔ اس کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اور اس مذہب کی تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔ آئین کی اس دفعہ پر پاکستان کو بجا طور پر فخر ہے۔ ۷ ستمبر کو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ہمارے بارے میں آئین میں ترمیم پر جو تقریر کی۔ وہ ان کی عظمت کی دلیل تھی۔ ہمارے کئی سوالات کے جواب میں انہوں نے اعتراف کیا کہ حکومت کی سطح پر ہمیں تنگ نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ مگر جس جگہ ہمارے خلاف تنگ نظر ذہنیت والے حکام ہوتے ہیں وہ ضرور ہمارے حقوق کو سلب کرتے ہیں۔ اس طرح جو لوگ ہمارے خلاف انتہا پسند ہیں۔ وہ ہمیں ہماری مسجدوں سے بے دخل کرنے کے لئے عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں —— ہمارے سوال کے جواب میں کہا کہ کیا پچھلے الیکشن میں آپ کی جماعت نے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی مدد نہیں کی؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب وزیر اعظم بھٹو ہی بہتر دے سکتے ہیں۔"

(حالِ پاکستان ٹرانٹو (کینیڈا) مورخہ ۱۵؍ ۷۶ء)

<u>الفرقان :— کیا اس تقریر سے المتنبی کے مزعومہ الہام کا ازالہ نہیں ہو جاتا؟</u>

مولانا محمد قاسم نانوتوی رح

—— ۱۸۳۱ء تا ۱۸۸۰ء ——

نیشنل بک فاؤنڈیشن کے رسالہ "آزادی کے مجاہد" مرتبہ جناب محمود الرحمٰن صاحب سے یہ مضمون لیا گیا ہے۔ جسے ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ یہ مقالہ حرف بحرف واقعات کے مطابق ہے تاہم حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی شخصیت سامنے آجاتی ہے اس لئے ہم اسے نقل کرتے ہیں — (ایڈیٹر)

یہ ۱۸۵۷ء کا زمانہ ہے۔ مسلمان قوم پوری طرح بیدار ہو چکی ہے۔ انگریزوں کے خلاف نفرت کا جذبہ لاوے کی طرح پک چکا ہے اور اب یہی لاوا انقلاب کی شکل میں پھوٹ پڑا ہے۔ ملک کے کونے کونے میں جنگِ آزادی کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ میرٹھ میں باقاعدہ لڑائی کی ابتدا بھی ہو گئی ہے۔

اس وقت ضلع مظفر نگر کی مشہور بستی تھانہ بھون میں چند علماء اکٹھے ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی انگریزوں کے خلاف ہیں۔ انہیں یہ نئی حکومت ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ وہ اسے ختم کرنے کے لئے ایک انقلابی جماعت بنانا چاہتے ہیں تاکہ انگریزوں سے باضابطہ جہاد کیا جا سکے۔

اس موقع پر ایک بزرگ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ "انگریزوں کی طاقت ہم سے کہیں زیادہ ہے۔ ہمارے پاس خصوصاً بہت سامانِ جنگ۔ ایسی صورت میں آزادی کے لیے جہاد کرنا مناسب نہیں۔"

ان کی یہ بات سن کر تیئیس سال کا ایک نوجوان شخص کھڑا ہوتا ہے اور نہایت جوش میں یہ کہتا ہے:-

"کیا ہم جنگِ بدر میں شریک ہونے والوں سے زیادہ بے سروسامان ہیں؟"

جلسے کا صدر نوجوان کی یہ بات سن کر خوش ہوتا ہے۔ فوراً انقلابی جماعت بنائی جاتی ہے اور اسی نوجوان کو مجاہدوں کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ شخص مشہور دینی مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔

جب انگریزوں نے اس بستی کے مورچے پر حملہ کیا تو دوسرے لوگوں کے ساتھ مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی اپنی جماعت لے کر وہاں پہنچ گئے اور پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے۔ انگریز بندوقیں سنبھالے تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا اور مولانا محمد قاسم تلوار لئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ ناگہاں ایک فائر ہوا اور یہ زخمی ہو گئے۔

ان کے دوسرے ساتھی حافظ ضامن کے پیٹ میں

گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے۔ لیکن مجاہدوں کا یہ قافلہ آگے بڑھتا گیا اور آخرکار گوروں کے میگزین پر قبضہ کر لیا۔

لیکن یہ فتح وقتی تھی۔ انگریزوں کی مزید فوج دندناتی ہوئی آ پہنچی۔ تھانہ بھون کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ گولہ باری شروع کر دی گئی۔ مورچہ ٹوٹتا رہا مجاہدین گرتے رہے اور پھر فوج اس قدیم بستی میں داخل ہو کر قتل و غارت گری میں مصروف ہو گئی۔

حاکم ضلع کی جانب سے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا۔ دوستوں کے اصرار پر مولانا روپوش ہو گئے اور تین سال کا عرصہ انھوں نے بوڑیہ گمنہلا، لاڈوہ، پنجلاسہ اور دوسرے گاؤں میں گزارے لیکن اس طرح چھپنے میں خطرہ تھا لیکن یہ طے کیا گیا کہ حج کے بہانے یہاں سے نکل جائیں۔

یہ کام بھی آسان نہ تھا۔ انگریزوں کی عملداری ہر جگہ تھی۔ لہٰذا محفوظ راستے سے سفر کرنا ضروری سمجھا گیا مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنے استاد کے لڑکے مولانا یعقوب کے ہمراہ ۲۹ نومبر ۱۸۶۰ء کو یعنی انقلاب کے تین سال بعد گھر سے نکلے اور سہارن پور، سرساوہ، جگادھری، دیتی، مارکنڈی اور ملانہ ہوتے ہوئے انبالہ پہنچے۔ وہاں سے سرہند ہوتے ہوئے لدھیانہ آئے اور پھر وہاں سے فیروز پور پہنچے۔ وہاں کشتیوں کا انتظام ہوا اور مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنے ساتھیوں کو لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوئے پاکپتن اور بہاولپور ہوتے ہوئے سکھر آئے۔ وہاں سے روہڑی اور سیہون شریف ہوتے ہوئے یکم فروری ۱۸۶۱ء کو کراچی کے گھاٹ گھوڑا باری پہنچے۔ گویا مولانا پنجاب اور سندھ ہوتے ہوئے دو مہینے میں نانوتہ سے کراچی آئے پھر یہاں سے بحری جہاز کے ذریعہ حج کو روانہ ہو گئے۔

جب مولانا محمد قاسم نانوتوی ہندوستان واپس آئے تو اس وقت حالات بالکل بدل چکے تھے۔ پورے ملک پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ مغل بادشاہ بہادر شاہ کے ساتھ ہی اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس بڑی فتح کے بعد اب انگریز ہندوستانیوں کے دل و دماغ کو بھی فتح کرنا چاہتا تھا۔ نیا حاکم اپنی رعایا کو یورپ کے سانچے میں ڈھالنا ضروری سمجھتا تھا اور اس کا ایک ہی طریقہ تھا یعنی نئی تعلیم۔ چنانچہ ہندوستانی گورنر جنرل کونسل کے ایک ممبر لارڈ میکالے نے یہ نعرہ بلند کیا:-

"ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار
کرنا ہے جو رنگ اور نسل کے لحاظ سے
ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کے
لحاظ سے انگلستانی۔"

مولانا نے دیکھا کہ انگریز نئی تعلیم کے ذریعہ ہندوستانیوں کے دماغ کو بھی فتح کر رہا ہے۔ اب انگریزی کے آ جانے کے بعد نہ صرف عربی اور فارسی کا اثر ختم ہوتا جا رہا ہے بلکہ یورپ کی تہذیب بھی آہستہ آہستہ اپنا رنگ جما رہی ہے۔ ہمارا اپنا تمدن ختم ہو رہا ہے۔ ہمارا کلچر خاک میں مل رہا ہے۔ مولانا نے سوچا کہ یہ فتح انگریزوں کی بہت بڑی فتح ہوگی۔ اس طرح وہ ذہن کو بھی غلام بنا لے گا۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتوی آگے بڑھے اور لارڈ میکالے کے نعرہ کے جواب میں یہ نعرہ بلند کیا:-

"ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار

کرتا ہے جو رنگ اور نسل کے لحاظ
سے تو ہندوستانی ہوں لیکن دل و دماغ
کے لحاظ سے اسلامی ہوں۔"

یہ اعلان کرنے کے بعد انہوں نے ایک ایسا دینی مدرسہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا جہاں مسلمانوں کے دل و دماغ کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔ دینی تعلیم کے ذریعہ ان میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ انہیں یہ بتایا جائے کہ انگریزوں کی تہذیب اور تعلیم ہمارے لئے بالکل مناسب نہیں۔ ہم اپنی تعلیم، اپنی تہذیب اور اپنے اصول پر عمل کریں گے۔

آخر کار وہ دن آہی گیا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کا منصوبہ عملی شکل اختیار کرے۔ ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو دیوبند کے "دار العلوم" کا افتتاح ہوا۔ ملا محمود دیوبندی ایک شاگرد کو لے کر بیٹھ گئے۔ اردگرد بیٹھے ہوئے تمام علماء نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ دینی مدرسہ قوم، ملک اور مذہب کی حفاظت کا اہم مورچہ ہو۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کا قائم کیا ہوا یہ مدرسہ برصغیر میں اسلامی تہذیب، اسلامی تعلیم اور اسلامی نظریئے کی پوری پوری حفاظت کرتا رہا۔ اس لئے انگریزوں کے لائے ہوئے طوفان کو پوری قوت سے روکا اور قوم کو مسلمان بننے کا راستہ دکھایا۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ ۱۲ جنوری ۷۶ء)

ہماری مفید کتابیں

تحریری مناظرہ: پادری عبد الحق صاحب اور احمدی مناظر مولانا ابو العطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح کے موضوع پر تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد ہی لاجواب ہو گئے تھے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت ۵۰ / ۱ روپیہ

تفہیمات المومنین: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں یہ مجموعہ ہمارے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔ قیمت صرف ۵۰ پیسے

الفرقان کے مجلد فائل - قیمت فی مجلد فائل ۔/۲۴ روپے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ الفرقان ربوہ**

الفضل ربوہ
روزنامہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شامل ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

مینجر الفضل ربوہ

ایڈیٹر کے نام ایک خط

ماہنامہ الفرقان کی ماہ وفا یعنی جولائی ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں جناب خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم کا اقتباس ذیل پڑھا کہ :۔

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو امام مہدیؑ کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا۔"

اور:۔ "کیا عجیب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور ۱۴۰۰ھ ہجری تک تو ظہور بالکل یقینی ہے۔"

خاکسار کو یاد آیا ہے کہ خاکسار کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے سے قبل جبکہ خاکسار گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ میں پڑھا کرتا تھا ایک روز جب خاکسار سکول سے واپس اپنے گاؤں (ہیٹی ہالی) آیا تو دیکھا کہ ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دینی امور کے تذکرہ کے دوران انہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ آئندہ سال یعنی ۱۳۴۲ھ ہجری ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب مذکور کے اس بیان سے گھر میں سب سننے والوں کو بڑی خوشی ہوئی کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ دین اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس پیش خبری اور اس کے جلد پورا ہونے کی امید کا بہت چرچا ہوا اور ہر سننے والے کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔

ہمارے خاندان میں سے خاکسار کے بڑے بھائی صاحب اور خاکسار کے لئے یہ پیش خبری ہر لحاظ سے واقعی صحیح ثابت ہوئی کہ ۱۹۲۳ء میں محض اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے پہلے خاکسار کے بڑے بھائی صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تفصیلی تحقیق کا موقع ملا اور صداقت احمدیت منکشف ہونے پر وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور ان کے جلد ہی بعد خاکسار کو بھی یہ سعادت حاصل ہو گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک!

دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود کے حصول کے لئے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ اپنے زمانہ کے امام کی شناخت حاصل کرے اس کے ساتھ وابستگی اختیار کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ" نہایت واضح ہے کہ جس شخص نے وقت کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔ اس لئے سب احباب کے لئے امام وقت کو ماننا ضروری امر ہے۔

(خاکسار صوفی رمضان علی پنشنر۔ صدر انجمن احمدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ الفرقان کا آئندہ پنجسالہ خاص دور

پنجسالہ معاونین خصوصی کیلئے تحریک

اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے قرار پایا ہے کہ جنوری ۱۹۷۷ء سے دسمبر ۱۹۸۱ء (پانچ سال) تک الفرقان کو اپنی کوشش کی حد تک بہترین رنگ میں شائع کیا جائے۔ اس لئے اس کا پنجسالہ خاص دور ہوگا۔ وباللہ التوفیق! جنوری ۱۹۷۷ء سے رسالہ کا حجم ڈیوڑھا ہوگا یعنی ۴۸ صفحات کی بجائے ۷۲ صفحات ہوا کریں گے۔ کاغذ سفید استعمال ہوگا۔ کتابت بھی بہترین ہوگی اور طباعت بھی زیادہ اچھی ہوگی (انشاء اللہ) جہاں تک مضامین کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا انتخاب بھی زیادہ اچھا ہوگا۔ عناوین مقرر کر دیئے جائیں گے۔ صفحات کی تقسیم کر دی جائیگی۔ سوال و جواب کا باب ہر نمبر میں ضرور ہوگا۔ اور احباب بھی اس بارے میں مزید مشورے دیں۔ مکرم انیس احمد خان صاحب لاہور نے بعض اچھی تجاویز بھجوائی ہیں۔ شکریہ!

اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یکم جنوری ۱۹۷۷ء سے رسالہ کی پاکستان کیلئے سالانہ عام قیمت دس ۱۰/- روپے کی بجائے پندرہ ۱۵/- روپے ہوگی۔ جن احباب کی خریداری جاری ہے وہ بھی آئندہ سال سے یہی رقم عنایت فرمائیں گے۔ نیز پہلے کی طرح ان پانچ سال کے لئے **معاونین خصوصی** کی سکیم بھی جاری کی جا رہی ہے یہ معاونین گویا رسالہ کے چلانے میں خاص حصہ لینے والے ہوں گے جس کا انہیں ثواب ملے گا۔ ان کے اسماء بغرض تحریک و دعا ہر سال ماہ رمضان المبارک میں رسالہ میں شائع ہوا کریں گے اور انہیں پانچ سال تک رسالہ بھی ملے گا (انشاء اللہ) معاونین خصوصی بننے کا طریق یہ ہے کہ وہ دوست رسالہ کا پانچ سال کا چندہ یکمشت پیشگی ادا کریں بلکہ کچھ زیادہ رقم بھی دیں گے جو نرخوں کے اتار چڑھاؤ کے اثرات سے بچنے کے لئے ہوگی پاکستان میں معاونین خصوصی وہ ہوں گے جو یکصد ۱۰۰/- روپے یکمشت ادا فرمائیں گے بیرونی ممالک کے لئے ڈاک (بحری اور ہوائی) کے نرخ مختلف بھی ہیں اور بہت زیادہ بھی ہیں۔ اس لئے حالات کے مطابق ہر ملک کے لئے عام چندہ سالانہ اور اعانت منجانب معاونین خصوصی کی مقررہ مقدار علیحدہ علیحدہ درج ذیل ہے:۔

نام ملک	سالانہ چندہ بحری ڈاک	سالانہ چندہ ہوائی ڈاک	پنجسالہ معاونین خصوصی کی رقم
انگلستان	۶۵/- روپے	۱۰۰/- روپے	۵۰۰/- روپے
کویت، ایران اور سیلون	۵۵/- "	۸۰/- "	۴۰۰/- "
کینیڈا	۶۵/- "	۱۲۰/- "	۹۰۰/- "
سورینام و ٹرینیڈاڈ	۶۵/- "	۱۸۰/-	۹۰۰/- "
انڈونیشیا	۵۵/- "	۱۰۰/- "	۵۰۰/- "

بھارت و برما	٦٥/- روپے	٩٠/- روپے	٢٥٠/- روپے
بنگلہ دیش	"	١٠٠/- "	٥٠٠/- "
مشرقی و مغربی افریقہ کے ممالک	٦٥/- "	١١٠/- "	٥٥٠/- "
یورپ کے جملہ ممالک اور سنگاپور	٦٥/- "	١٢٥/- "	٦٠٠/- "
جاپان	٦٥/- "	١٢٥/- "	٦٠٠/- "
فجی	٦٥/- "	١٦٠/- "	٨٠٠/- "

جملہ رقوم اور چیک مینیجر الفرقان ربوہ کے نام پر ہوں۔ رقم امانت صدر انجمن احمدیہ کو بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ ربوہ میں نیشنل بنک آف پاکستان، حبیب بنک لمیٹڈ، یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ اور مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ کی شاخیں موجود ہیں۔

احباب کو معلوم ہے کہ الفرقان ایک تبلیغی رسالہ ہے اور اس کی مالی ذمہ داری خاکسار اپنے احباب، اور خریدار حضرات کے تعاون سے پوری کر رہا ہے۔ اس لئے خریداروں کی تعداد میں اضافہ کی ضرورت ہے۔ معاونین خصوصی کو رسالہ کی اعانت کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اللّٰھم آمین!

خاکسار: ابوالعطاء جالندھری

مطب

اپنی جملہ طبی ضروریات اور طبی مشورہ کے لئے ہمارے شفاخانہ اور مطب کی طرف رجوع کریں

اوقات صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک، شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک ہیں۔ باہر کے احباب مفصل حالات بیمار کا لکھ کر مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ۔ فون ۴۸۴۴

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائینٹفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو یاد رکھیں

فون نمبر ۶۴۴۵٠

ہر قسم کا

کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ

بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

اور دعا فرمائیں!

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ لاہور ۔ فون ٦٣٨٤٩

گھر: ملک عبداللطیف ستکوہی ۔ فون نمبر ٦٢٥١٦

الفردوس شال مرچنٹ

ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کا مدار شالیں زنانہ و مردانہ دُھسّے اور گرم مرینہ تھوک و پرچون واجبی داموں پر دستیاب ہیں۔ نیز ریڈی میڈ کُرتے شلواریں ۔ سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم مل سکتے ہیں۔

الفردوس شال مرچنٹ

٨٥ ۔ انار کلی ۔ لاہور

آپ کی خدمت میں پیش پیش

انڈس ٹریول سروس لاہور

امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، لندن، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور مڈل ایسٹ کی رعایتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے آج ہی رجوع فرمائیں۔

انڈس ٹریول سروس

ٹرانسپورٹ ہاؤس، بالمقابل فلیٹی ہوٹل

ایجرٹن روڈ ۔ لاہور

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں۔

سالانہ چندہ

پانچ روپے

★ مینجر ★

پبلشر: ابوالعطاء جالندھری ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ

شیزان

گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے

شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ لاہور

آپ

اپنی ضروریات کے لئے

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

کی خدمات حاصل کریں

——► ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز ◄——

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری ، ریلوے ، ٹیلیگراف اور ٹیلیفون ، واپڈا اور دوسرے

تیار کنندگان ہارڈویر - تعمیری میٹیریل - ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر جوڑ کا پائپ - ٹیوب - کھمبے - کاسٹ آئرن - اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان . . . .

سٹاکسٹ اینڈ سپلائرز آئرن اینڈ اسٹیل - جی ، آئی شیٹ - پلیٹ (چادر) - کنڈے والی تار - ہر قسم کا میٹل - زنک - لیڈ - ٹین - تانبہ اوورپلوننگ کا ہر قسم کا سامان . . .

ہیڈ آفس :

حمید منزل نمبر ۸۹ انارکلی لاہور (فون ۵۲۷۸۳)

برانچیں :

لوھا مارکیٹ ، لاہور

77, KMC گارڈن مارکیٹ ، لارنس روڈ ، کراچی

(فون ۷۸۵۶۴)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔